ASL—74

Molvi Ghulam Qadir sb. Qureshi
Chishti

Islam ki Panchwin kitab
[illegible]

Mashhoori Alam Press Lahore

128 Pages

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام کی پانچویں کتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

رضاع یعنی شیرخوارگی کا مسئلہ

جب کوئی بچہ کسی عورت کا دو تین قطرے دودھ پیوے یا کم از کم ایک یا دو قطرے اُس کے پیٹ میں چلے جائیں خواہ وہ پستان کو چوس کر پیوے یا دودھ نکال کر بچے کے حلق میں ڈالا جائے۔ شرط یہ ہے کہ بچہ اڑھائی سال کے اندر ہو۔ اور صاحبین کے نزدیک دو سال کا۔ اگر اس مدت کے بعد ہو تو اس سے رضاع ثابت نہیں ہوتی جس عورت کا دودھ پیوے وہ اُس کی ماں بن جاتی ہے جتنے محرمات اُس کی والدہ حقیقی کے سبب ہیں اُتنے ہی اس کے سبب حرام ہیں۔ یعنی اُس عورت کے رشتہ دار ذوالرحم محرم سب اُس پر حرام ہیں۔ اگر دودھ پینے والی لڑکی ہو تو عورت مرضعہ کے مردان ذوی الارحام محرموں پر بھی حرام ہو گئی اور خاوند اُس مرضعہ کا لڑکی یا لڑکے کا باپ ہو جائیگا جس کسی اور لڑکی لڑکے نے اُس عورت کا دودھ پیا ہو وہ بھی

(مطبوعہ مفید عام پریس اندرون بیرون دروازہ شیرانوالہ باہتمام ...)

اُس لڑکے لڑکی کا بھائی بن جاویگا - مراد یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کے لڑکے پر وہ لڑکی حرام ہوگئی +

اس لڑکی لڑکے بھائی رضاعی یا نسبی جس نے اِس مرضعہ کا دودھ نہیں پیا وہ دوسری اولاد شیر خواروں سے کچھ نسبت برادری کی نہیں رکھتا - جب عورت کا دودھ پانی سے ملا کر پلایا جائے تو دیکھا جائے کہ اگر دودھ غالب ہے تو اس سے رضاع ثابت ہوجائیگی اور اگر پانی غالب ہے تو پھر رضاع ثابت نہیں ہوگی - اگر دودھ طعام کے ساتھ ملا کر لڑکے کو کھلایا جائے تو بھی تحریم ثابت نہیں ہوتی - اگر دودھ دوائی کے ساتھ ملا کر پلائیں تو اس سے حرمت رضاع ثابت ہوتی ہے +

اگر مُردہ عورت کا دودھ نکالکر لڑکے کے حلق میں ڈالا جائے تو بھی حرمت رضاع ثابت ہوتی ہے - جب بکری کے دودھ کے ساتھ ملا کر پلائیں - اگر عورت کا دودھ بہت ہے تو حرمت ثابت ہوگی ورنہ نہیں - اگر دو عورتوں کا دودھ ملا کر لڑکے کو پلایا جائے تو امام صاحب اور ابو یوسف کے نزدیک حرمت رضاع اس عورت کی ہے جس کا دودھ غالب ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر دو کی حرمت ثابت ہوتی ہے +

شہر آمد و میا فارقین کی فتح کا بیان

روایت ہے کہ شہر آمد میں پطرسؔ اور یُوحناؔ دو بھائی تھے - پطرس

اُس شہر کے مشرق کی جانب رہتا تھا اور یوحنّا مغرب کی طرف۔ یوحنّا کی
ایک لڑکی تھی جس کا نام اغورہ تھا۔ اور پطرس کی بھی ایک بیٹی تھی جس
کا نام صفورا تھا یوحنا نے اپنا عقد کرنے کا ارادہ کیا۔ اور مرطاوس
صاجبدار کے پاس پیغام بھیج کر اُس کی دُختر مریم نام سے شادی کی اور
مریم کو اُس کے باپ کے شہر سے اپنے پاس بُلا لیا۔ یہ عورت بڑی مکار
و حیلہ باز تھی جب وہ شہر میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ اس شہر میں مال و
متاع بکثرت اور نعمتیں بیشمار ہیں اور باشندے بھی نہایت مالدار ہیں
کیونکہ دیوار شہر پناہ بہت مضبوط و بلند تھی اور اُس کے تمام باغات
سرسبز تھے۔ یہ دیکھ کر وہ اپنی دایہ سے تخلیہ میں کہنے لگی۔ میں نے اس
اس شہر سے بہتر اور کوئی شہر مضبوط اور بلند تر نہیں دیکھا۔ کیا تو نہیں دیکھتی
کہ وسط شہر میں نہریں جاری ہیں اور بسبب دیوار شہر پناہ کے ہر طرف سے
پائداری ہے۔ پھر اُس نے دایہ سے پوچھا کہ بانی اس شہر کا کون تھا؟
دایہ نے کہا کہ مالک تمام بلاد روم کا یونان سے بلاد عموریہ تک بادشاہ
طیماوس بیٹا ارساوس بن میطاط بن ہیکلاڈکن بن الاصغر بن العیص
بن اسحاق کا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے اول بیت حکمت اپنے شہر
رومتہ الکبریٰ میں بنایا تھا جس سے اس کے بہت مطالب حاصل ہوتے
تھے اور عجائب امور روئے زمین کے اُس پر منکشف ہوتے تھے۔ اُس
نے اس فن کو اپنی طبیعت سے ایجاد کیا تھا اور اس حکمت کو بصرف زر
کثیر ممالک روئے زمین میں جاری کیا تھا اور اسکی منفعت سے سو بند ہوا

طیماؤس کے بیٹے اصطنبول نامی نے اپنے باپ سے درخواست
کی کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے نام سے ایک شہر آباد کروں
چنانچہ باپ نے حسب درخواست اپنے ملک کے کاریگروں کو جمع کیا اور
اُن کو اُس کے سپرد کر دیا۔ اصطنبول نے اپنے مجوزہ شہر کی دیوار (شہر
پناہ) کھچوائی۔ اور چار برس تک اپنے اہتمام سے شہر تعمیر کراتا رہا۔
لیکن ابھی یہ شہر نصف کے قریب تیار ہوا تھا کہ اجل کا شکار ہوا۔
اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے قسطنطین نے اس عمارت کو اختتام
پر پہنچایا۔ چنانچہ اب یہ شہر اصطنبول اور قسطنطین کے ناموں سے مشہور
ہے۔ یعنی اصطنبول باپ کے نام سے اور قسطنطنیہ بیٹے کے نام پر۔ اور
ایسا اتفاق ہوا تھا کہ اُس کا باپ طیماؤس بادشاہ جب ملک فتح کرتا ہوا
یہاں تک پہنچا تو یہاں کے چشمہ مار اور دجلہ کو دیکھ کر اس سرزمین کو بہت
پسند کیا اور اپنے ارکان دولت وارباب سلطنت کو طلب کیا کہ وہ سب بہتر
شخص باہم ملک مشہور تھے یعنی ملک کہلاتے تھے۔ چنانچہ ان سے مشورہ
کیا کہ میں یہاں ایک ایسا شہر بنانا چاہتا ہوں کہ روئے زمین پر مثل اس
کا مضبوط اور بلند تر نہ ہو لیکن اس طرح بنے کہ ہر ایک تم میں سے اپنی اپنی
ذات سے ایک ایک شہر اور ایک ایک برج تیار کرے کہ مجموعاً ایک شہر
عجیب وعظیم آباد ہو جائے ان سب نے قبول کیا اور یہ کہہ کر کہ دائے بادشاہ
ہم سب آپ کا حکم بجالاتے ہیں) اور رخصت ہوئے اور اپنی اپنی حدود شہر
کا خط کھچوا کر بنوانا شروع کیا اور اطراف و بلاد و اقصائے ممالک سے معمار

اور کاریگروں کو بُلوا کر ہر ایک ملک نے بطور خاص اپنا اپنا شہر۔ بُرج۔ حمام
و کنیسہ تیار کرایا جب بنیاد ان شہروں کی تمام ہو چکی بادشاہ مرگیا تو اس
شہر کا نام آمدر کھا گیا کہ جب مدت بنائے شہر اختتام کو پہنچی تو مدت عمر
بادشاہ کی بھی تمام ہوئی۔ پھر وہ سب ملوک اور ملوک زادے ہمیشہ وہاں کے
وارث رہے یہاں تک کہ پطرس اور یوحنّا کو وراثت پہنچی۔ یہ سُن کر مریم
کو مایہ کے بیان سے تعجب ہوا اور اس راز کو مخفی رکھا +

پطرس کے ہاں ایک بیٹا لاؤن نام تھا چنانچہ اُس نے اپنے
بیٹے کے لئے اپنے بھائی یوحنّا سے اس کی بیٹی صفورا کی اس شرط
پر خواستگاری کی کہ اگر تو اپنی بیٹی کا عقد میرے بیٹے سے کر دے تو
مَیں اپنی بیٹی کا عقد تیرے بیٹے سے کر دونگا۔ یوحنّا نے نامنظور کیا۔
اس واسطے ان کے درمیان بڑا شر و فتنہ برپا ہوا اور اس شہر کے
وسط شہر میں دیوار حد کھچی ہوئی تھی جس میں دروازے تھے ۔ سب
دروازے بند کئے گئے اور ہر ایک اپنی سرحد میں مشغول بکار خود ہوا +

مریم نے جب یہ حال دیکھا تو صلح و اصلاح کے لئے ان کے پاس
آئی اور کہا کہ یہ بات تمہارے لئے جائز نہیں کیونکہ تم دونوں بھائی ہو
اگر ایسے تنازعے برپا رکھو گے تو دوسرے ملکوں کے بادشاہ بہ طمع ملک
تم پر چڑھائی کر دینگے۔ غرضکہ مریم نے ان دونوں کی صُلح کرا دی۔ اور
طعام ضیافت بہ سامان عظیم تیار کرا کے پطرس اور اس کے بیٹے لاؤن
اور بیٹی صفورا کی بڑی دھوم دھام سے دعوت کی حتیٰ کہ ان سب نے

طعام ضیافت تناول کیا۔ بعد ازاں اُن کے لئے شراب زہر آلودہ منگوائی
جب ان کو شراب پلائی تو وہ سب مر گئے۔ اسی طرح اُس نے یوحنّا
اپنے شوہر اور اس کے بیٹے کو بھی وہی شراب زہر آلود پلا کر مار ڈالا۔
پھر خود مالک و ملکہ اس ملک و شہر کی ہو کر ایک ایسا بیعہ بنایا کہ بلاد روم
میں کہیں نہ پایا گیا۔ اس کے اندر باہر صحن میں نگینے اور رنگ برنگ
کے پتھر نصب کرائے دیواروں کو لاجوردی کار سے مرصع نگار کیا اور پردے
و بیاج زرتار لٹکوادئے اور ہر شہر سے مردمان مشاہیر طلب کئے اور
اہل بلد سے جو کچھ اُن پر حیف و قلق تھا دور کر کے ایسی عدالت گستری کی
کہ تمام اہل شہر راضی ہو کر اُس کے حسن سیرت کی شکر گذاری کرنے لگے
اور ان لوگوں کو اعلیٰ خدمات پر مامور اور مزید انعام و اکرام سے مشکور
کیا اور شہرہ اس کی دادرسی اور دادگری کا سن کر ہر طرف و ہر جگہ سے
خلائق آ کر جمع ہوئی۔ غرضکہ ملکہ مریم کی سلطنت کو بلاد آمد میں بارہ برس
گذرے تھے۔ کہ عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب آئے۔
ان سب نے آ کر مدینہ آمد کو گھیر لیا +

روایت ہے کہ عیاض بن غنم نے سعید بن زید کو باب الروم پر
اور معاذ کو باب الجبل پر اور خالد کو باب الماء پر تعینات کیا۔ جب ملکہ
مریم نے یہ دیکھا اور معلوم کیا کہ صحابہ حصار کی چڑھائی پر مستعد ہیں۔
تو خود سوار ہو کر اپنے کنیسے میں آئی اور اپنے ارباب دولت کو جمع کر کے
ان سے کہنے لگی کہ تم سب اس بات کا خوب یقین کر لو کہ یہ عرب

تمہارے شہر میں آپہنچے بلکہ تمہارے گھروں میں داخل ہو گئے ہیں۔
اُن کے دلوں میں اس شہر کے لینے کی طمع ہے اور تم خوب جانتے ہو کہ
یہ شہر دیار بکر کا قفل ہے۔ جب اس کو انہوں نے کھول لیا تو تمام دیار
بکر میرے باپ کے قبضہ سے چھین لیں گے۔ اس صورت میں دین مسیحی
بالکل مضمحل و سست ہو جاویگا۔ پھر ان شہروں میں مطلق ذکر اس کا
باقی نہ رہیگا۔ میں خوب جانتی ہوں کہ جو لوگ دین نصرانیہ میں مشارالیہم
و نامور ہیں وہ سب منتظر ہیں کہ ہماری جانب سے کیا تدارک ہوتا ہے
اور تم یہ بھی خوب جانتے ہو کہ یہ شہر تمہارا ایسا عمدہ اور مضبوط ہے کہ عرب
سو برس مقاومت و محاصرہ کرینگے تو اس پر قادر نہ ہوسکیں گے اور قابو
نہ پاوینگے۔ لازم ہے کہ اپنے حریم خاندان و مال و متاع کے لئے قتال کرو
اور شہر پناہ پر چڑھ کر ان عربوں کا مقابلہ کرو۔ بعد ازاں ملکہ مذکور نے
قسیسین و رُہبان و اکابر بزرگان نصاریٰ کو طلب کرکے اُن کو حکم
دیا کہ اہل شہر اور لشکر سے حلف و عہد اس امر کا لیویں کہ سب بالاتفاق
یک دل ہو جاویں۔ روپوشی نہ کریں اور گھروں میں نہ چھُپ رہیں۔
چنانچہ ان باتوں پر حلف و عہد لیا گیا۔ آخر وہ لوگ دیوار شہر پناہ پر چڑھ
گئے۔ اور اسباب آلات حرب تمام درست کئے۔ اور صلیب و علم برپا
کرکے الگ الگ گروہ کو واسطے حفاظت برجوں کے متوفی کیا ؛

روایت ہے کہ جب عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ لوگ
دیوار شہر پناہ پر آمادہ جنگ و قتال ہو گئے ہیں۔ تو آپ نے اپنے لشکر

کے سرداروں کو جمع کر کے فرمایا۔ کہ یہ محکم شہر جو دیار بکر کا سر ہے جس وقت حق تعالیٰ کی مدد سے اسکو فتح کرلیا۔ تو ہم مالک سارے دیار بکر کے ہوجاوینگے۔ تم لوگوں کی کیا رائے ہے جنگ کس طریق پر کیا جائے۔ جن اعداء اللہ نے اس قلعہ بلند کی بڑی مضبوطی کی ہے۔ تب خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اے امیر ہم جو مالکِ بلاد ہوئے ہیں تو محض بعنایت خدا۔ نہ بقوت و کثرت خود اور نہ بسبب اسباب و سامان کے بلکہ حق تعالیٰ نے ہمارے لئے آسان کر دیا اور امید رکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ بہ برکت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اس کو بھی فتح کر دیگا۔ کیونکہ اس نے اپنے حبیب سے وعدہ فتح اسلام کیا ہے۔ اگر یہ قوم اپنے شہر کے ہر چہار طرف واسطے قتال کے پھیل گئی ہے تو ہم کو امید ہے کہ یہ امر ہمارے لئے زیادہ تر سہل ہے اگر وہ اجتماع پر اقامت کرینگے تو تم صبر و استقامت رکھو کہ انجام صبر کا نصر ہے۔ چاہیئے کہ اس عورت کو ایک نامہ لکھو۔ جو خوف اور رجا پر مشتمل ہو۔ یعنی اس کو بیم ہلاکت سے ڈراؤ اور مژدہ دو امید کرامت سے۔ کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ اُس کے دل کو ایمان کے لئے ملائم کرے یا وہ اپنا ملک بطریق صلح کے ہمارے سپرد کر دے۔ چنانچہ عیاض رضی اللہ عنہ نے قلم دوات اور کاغذ منگوا کر اس عورت کو یہ خط لکھا۔

مضمون خط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلٰوتُہٗ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ

مِنْ عَيَاضِ بْنِ غَنْمٍ اَمِيْرِ جُيُوْشِ الْمُسْلِمِيْنَ بِاَرْضِ رَبِيْعَةَ وَدِيَارِ بَكْرٍ اِلٰى مَرْيَمِ الدَّارِيَةِ ۔ اَمَّا بَعْدُ....الخ

یعنی شروع اللہ کے نام سے جو بخشش کرنے والا مہربان اور درود نامحدود ہمارے آقا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل پر۔ یہ خط عیاض بن غنم کی طرف سے ہے کہ وہ مسلمانوں کے ان لشکروں کا امیر ہے جو حدود ربیعہ و دیار بکر میں وارد ہیں مریم داریہ کی طرف لکھا جاتا ہے واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو نصرت و امداد دی ہے اور تمام قوموں کفار پر ہم کو فیروزمندی بخشی ہے۔ ہم ممالک کفار پر قابض و قادر ہوئے ہیں ہم جس شہر پر نازل ہوتے جو لشکر ہمارے مقابلہ میں آیا اس کو ہم نے شکست دی کیونکہ غلبہ و تسلط مخصوص واسطے حق تعالیٰ اور اُس کے رسول اور مومنین کے ہے۔ اور قلعہ تیرا قلعہ تدمر سے بہت بلند اور بڑا محکم نہیں ہے۔ کہ وہ قلعہ منیعہ بنایا ہوا سلیمان علیہ السلام بن داؤد کا ہے اس پر اہل اسلام نازل ہوئے تو اس کو فتح کر لیا۔ اسی طرح قلعہ بعلبک و حلب و انطاکیہ پر جو دار الملک ہرقل بادشاہ کا ہے متسلط ہو گئے۔ ہمارے لئے جو مشکل پیش آئی حق تعالیٰ نے ہم پر آسان کر دی اور اسی امر کا حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہم سے وعدہ کیا ہے۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی نصرت مومن کی ہم پر واجب و لازم ہے۔ پس جس وقت ہمارا یہ نامہ تجھ کو ملے۔ بیدرنگ ہمارے امر کو تسلیم کر لے کہ اس صورت میں تو سلامت رہیگی۔ ہماری مخالفت سے پرہیز کر ورنہ

ندامت اُٹھائے گی جس وقت ہم نے ارادہ کیا فوراً تیرے یہاں پہنچیں گے۔ ہم وہ نہیں کہ تیرے دین پر یا تیرے کسی اہل بلد کے دین پر زبردستی کریں۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی امر دین میں جبر کرنا جائز نہیں۔ اگر تو باعث اپنی خودداری کے ہم سے بے اعتنائی کریگی تو نتیجہ اس کا عنقریب معلوم ہو جائیگا۔ جیساکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا یعنی قریب ہے کہ تم جانوگے کہ کون عاجز تر ہے اس بات میں کہ کوئی اس کا ناصر و یاور نہیں ہے اور کون کمتر ہے کہ کثرت انصار و سامان کارزار میں۔ اور سلام ہے اوپر بندگان و خاصگان خدا تعالیٰ کے ؛

خط لپیٹا اور لفافہ پر مُہر کرکے مجاہدین میں سے ایک شخص کے حوالے کرکے اُس کو حکم دیا کہ قریب اس قلعہ کے جاکر وہاں کے لوگوں کو خط دے اور بانتظار جواب توقف کر۔ چنانچہ وہ شخص زیر قلعہ پہنچا اور ان کو اُن کی زبان میں پکار کر خط دکھلایا۔ اور اشارہ کیا۔ تب ان لوگوں نے اوپر سے رسی لٹکا دی۔ اس شخص نے نامہ اس رسی میں باندھ دیا۔ انھوں نے کھینچ لیا۔ اور نامہ بر نیچے منتظر ٹھہر رہا۔ لوگوں نے وہ نامہ ملکہ مریم کے پاس پہنچایا اور پڑھا گیا۔ جب مریم نے اس کا مضمون سمجھا۔ تو اپنے اعیان دولت کو جمع کرکے مشورہ کیا۔ اور کہا جو کچھ امیر لشکر عرب نے ہم کو لکھا ہے اس بات میں تم کیا کہتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا اے ملکہ جو رائے آپ کی ہو وہی بہتر ہے جو حکم آپ کریں وہ بجا لادیں

تب مریم نے کہا۔ اے قوم! تم جانتے ہو کہ ناگوارا ہے نہ عار۔ اگر ہم ان عربوں کا امر تسلیم کرینگے تو اہل روم ہم سے ننگ و عار رکھیں گے۔ کہ تم نے اپنا شہر اور قلعہ کیونکر حوالہ کر دیا۔ کہ محاصرہ تمہارا نہ سال بھر کا ہوا نہ ایک ماہ کا نہ دس دن کا چنانچہ یہ شہر تمہارا دوسرے شہروں سے محکم ہے۔ جب تم کو حاجت ہو تو تمہارے لئے اندرون حصار کی زراعت اور پانی بھی موجود ہے۔ تمام چیزیں جن کی تم کو احتیاج ہے۔ وہ قلعہ میں مہیا ہیں اور میرے پاس ملوک دیار بکر نے نامے لکھے ہیں۔ اور وعدے کئے ہیں کہ وہ اپنے اپنے یہاں سے میری امداد کے لئے لشکر بھیجیں گے۔ یہ سُن کر اہل مشورہ نے عرض کی کہ اے ملکہ! یہ رائے آپ کی بہترین رائے ہے۔ چاہئے کہ آپ اس قوم کو ایک نامہ ایسے مضمون کا لکھئے تاکہ وہ ہم سے قطع طمع کریں چنانچہ نامہ لکھا گیا جس میں یہ درج تھا:۔

جواب خط

تمہارا نامہ پہنچا مطلب معلوم ہوا تم نے جو اپنے حق میں ذکر نصرت خدا کا کیا ہے! کیا تم نہیں جانتے کہ مسیح نے تم کو مہلت دی ہے اور تم کو مہمل اور مطلق العنان نہیں چھوڑا۔ بالفعل تم سے درگذر کیا بعد اس کے تم سے مواخذہ کریگا۔ گویا تم نے سر دست ملوک اور ملوک زادوں پر قبضہ و تسلط کیا ہے۔ میں تم پر ان لوگوں کو بھیجتی ہوں جو نہایت سخت بازو ہیں اور

تلواریں اُن کی تیز ہیں اور روانہ کرتی ہوں لشکر پر لشکر اور کمک پر کمک کہ وہ تم سے بدلہ لیویں گے۔ اور بندگان مسیح سے عقدہ عار وا کرینگے۔ یعنی اُن کو جو تم سے مغلوب ہونے کا ننگ و عار ہے اس کا تدارک کرینگے میں وہ نہیں ہوں کہ اپنا قلعہ تمہارے حوالے کروں پس تم چاہو تو یہاں پر مقام رکھو یا کوچ کر جاؤ۔ والسلام

اس نامہ کو ایک ڈور میں باندھ کر نامہ بر کے آگے لٹکا دیا اُس نے کھول کر عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا دیا انہوں نے جب وہ نامہ پڑھا اور مضمون سمجھ لیا۔ تو فرمایا ہم نے توکل کیا خداوند عزوجل پر۔ اور اپنے کام کو اُس کے سپرد کیا۔ اور یہ آیت پڑھی۔ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا یعنی جو کوئی خدا ہی پر توکل و تکیہ کرتا ہے حق تعالےٰ اُس کے لئے کافی یعنی اس کی قضائے حوائج کے واسطے بس ہے کیونکہ حق تعالےٰ بالضرور اپنے امر کو بالغ و کامل کرنے والا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے لئے ایک مقدار مقرر کی ہے +

روایت ہے کہ عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ شہر آمد پر خود اقامت کریں اور ایک دستہ سواروں کا تاخت و تاراج کے لئے شہرہائے ہتلاج و میافارقین پر بھیجا جائے۔ اسی عرصہ میں صدائے ناقوس گوش زد ہوئی تو عیاض نے کہا تم جانتے ہو یہ ناقوس کیا کہتا ہے۔ لوگوں نے کہا کیا کہتا ہے۔ عیاض نے کہا یہ کہتا ہے کہ

کہ جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برادر عم زاد علی کرم اللہ وجہ کو معہ ایک جماعت مسلمین کے اطراف وجوانب تبوک پر تاخت وتاراج کرنے کے لیے بھیجا۔ گذر اُن کا ایک راہب کے دیر میں ہوا وہ راہب ناقوس پھونکتا تھا۔ علی کرم اللہ وجہ نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں یا علی یا تم جانتے ہو۔ علی نے کہا۔ ناقوس کہتا ہے کہ مَهْلاً مَهْلاً یَا بَنِیَ الدُّنْیَا مَهْلاً مَهْلاً اِنَّ الدُّنْیَا قَدْ اَغْوَتْنَا وَاسْتَغْوَتْنَا وَشْتَغَلَتْنَا غَدًا اَتَرٰی مَا مِنْ یَوْمٍ یَمْضِی عَنَّا اِلَّا لَنَا اَوْ عَلَیْنَا یَا بُنِیَّ الدُّنْیَا شَرْطًا شَرْطًا مَا مِنْ یَوْمٍ یَمْضِی عَنَّا اِلَّا اَثْقَلَ ظَهْرًا اِمِنَّا مَا مِنْ یَوْمٍ یَمْضِی عَنَّا اِلَّا مَا رَمْنَا جَهْلاً قَدْ ضَیَّعْنَا دَارًا تَبْقٰی وَاسْتَوْطَنَّا دَارًا تَفْنٰی یعنی اے دنیا زادو اے دنیا زادو! جلدی نہ کرو۔ سمجھ بوجھ کر بتامل کام کرو۔ کیونکہ دنیا ہم کو اغوا کرتی ہے اور فریب میں ڈالتی ہے اور ہم کو اپنے امور میں مشغول کرتی ہے کل ہم دیکھیں گے یعنی قیامت میں جو کچھ دیکھنا ہے دیکھیں گے۔ کوئی دن ہم سے نہیں گذرتا۔ مگر یہ کہ ہماری بھلائی کا ہوتا ہے یا ہماری بُرائی کا اے دنیا کے بچو اپنے امور کو جمع رکھو۔ اے دنیا والو! اپنے کاموں میں مستعد و آمادہ رہو۔ جو روز ہم پر گذرتا ہے وہ ہماری پیٹھ بار گناہوں سے بوجھل کرتا جاتا ہے اور کوئی زمانہ ہم پر نہیں گذرتا۔ مگر یہ کہ ہماری غفلت و نادانی میں بسر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہم دار البقا کو ضائع کر لیتے ہیں اور دار الفنا کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ یہ سُن کر اصحاب علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اسے

فرزند عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ باتیں نصرانی جانتے ہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا ان باتوں کو سوائے نبی اور صدیقین رضی اللہ عنہم کے کوئی نہیں جانتا۔ روایت کی ربیع سلیمان نے موسیٰ ابن عامر سے اور اُس نے اپنے جد سے کہ اس کے جد نے اس پر یہ روایت پڑھی تھی مقام حضرا میں جو مضافات عقلان سے ہے ؞

عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ نے شہر آمد پر چار مہینے قیام کیا۔ بعدازاں حکم بن ہشام رضی اللہ عنہ نے لشکر سے باہر نکل کر عیاض سے اجازت طلب کی۔ کہ میافارقین پر حملہ کرے اور دوڑ مارے۔ چنانچہ عیاض رضی اللہ عنہ نے اُس کو اجازت دی۔ تو اس نے مہاجرین و انصار میں سو صحابہ کو اپنے ساتھ لیا اور وہ لوگ بعد نماز ظہر کے روانہ ہوئے۔ دجلہ کے پار اُتر کر چلے تو اُن کے طے الارض ہوا۔ یعنی زمین سمٹی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ تھوڑی ہی رات گزری۔ تھوڑی ہی دور نہ چلے تھے کہ میافارقین میں پہنچ گئے۔ اور اس کو گھیر لیا۔ اس برج کی حد تک پہنچے جو معروف بہ برج شاہ تھا۔ اس وقت حکم بن ہشام نے کہا میں خدا تعالیٰ سے آرزو رکھتا ہوں کاش یہ شہر میرے ہاتھ سے بلا قتال فتح ہو جائے۔ راوی کہتا ہے ہنوز یہ کلام حکم بن ہشام کا پورا نہ ہوا تھا کہ دفعتہً ایک برج کے احاطے کا ایک دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور ناگاہ یہ سب اندر گھس گئے۔ اس وقت اہل شہر وسط شہر سے بڑے کنیسے تک جو معروف بہ بیعہ مار تھا۔ راستہ صاف کرتے تھے۔ اس لئے کہ اس شب

کو نصاریٰ کے یہاں عید تھی جب وہ لوگ نماز کے لئے متوجہ ہوئے تو دیکھا
باب بیعہ پر اہل اسلام نازل ہیں۔ تب وہ شور و غوغا کرنے لگے اور لوگوں نے
اُن کا شور و غوغا سُنا۔ یہاں تک کہ صاحب بلد جس کا نام اسلاعورس
تھا۔ یہ غل سُن کر آیا۔ اور دیکھ کر بولا۔ تم لوگ کون ہو؟ حکم رضی اللہ عنہ نے
کہا۔ ہم ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اُس نے کہا تم
کہاں سے آئے ہو؟ حکم نے کہا کہ ہم اپنے لشکر سے آئے ہیں۔ اُس نے
کہا۔ تم اپنے لشکر سے کب چلے۔ کہا بعد نماز ظہر۔ اُس نے کہا ہمارے
شہر کا پھاٹک تمہارے لئے کس نے کھول دیا؟ حکم رضی اللہ عنہ نے
کہا ہمارے واسطے دروازہ کھول دیا ہے جس کے ہاتھ میں جمیع امور کی کنجیاں
ہیں۔ اُس نے کہا تم نے ہمارا کچھ باک نہ کیا۔ حکم نے کہا ہم کو کیا خوف ہے
مخلوق سے کہ نہ وہ ضرر پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔ بلکہ وہ زیر فرمان حکم الٰہی کے
ہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ
خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی اے ایمان والو تم کافروں سے نہ
ڈرو اگر تم مومن ہو پس مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ تب اسلاعورس نے کہا
کہ وہ تمہارا دین حادث و جدید ہے اور ہمارا دین قدیم و مدید ہے اور
قدیم کو محدث پر فضیلت ہے۔ حکم نے کہا اگر تیرا یہ قول حق ہے تو تفضیل
ابلیس کی آدم علیہ السلام پر لازم آتی ہے۔ اس لئے کہ ابلیس قدیم تر
ہے آدم سے کہا کیا تجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ طینت آدم علیہ السلام یعنی
مادہ آدم علیہ السلام کا بصورت مشکوٰۃ تھا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ حق تعالیٰ جس کا قلب اسلام کے لئے کشادہ کرتا ہے۔ وہ اپنے پروردگار کے نور کرامت سے منور ہے۔ چنانچہ اس مشکوٰۃ میں بوقت جلوہ گری یعنی ہنگام نفخ روح کے نور اس قلب کا روشن ہوا۔ اور مرتبہ اتقا پر استقلال اور عروج کیا۔ جب ابلیس نے دیکھا تو وہ چونکہ اپنے پیراہن عبودیت و بندگی کو وضوء توحید سے سفید جانتا تھا۔ وہ اس کو شرک سے سیاہ نظر آیا۔ پس صرف اصلی و قدیمی اس کی صفت وقت و بصورت مال نمودار ہوئی بقولہٗ تعالیٰ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ ابلیس اپنی اصلی خلقت میں زمرۂ کافرین سے تھا یعنی درحقیقت وہ مسالک طریق شرک اور بہ سایہ جہل ناعاقبت اندیش تھا قطع منازل عبادات العجب و ریا کرتا تھا واقع میں وہ مشاہدہ جمال و جلال سے عالم نابینائی میں تھا پس جس وقت نور الٰہی مشکوٰۃ ہدایت سے منور ہوا تو اُس نے اپنا منہ آگ بھرکایا یعنی اس نور سے طلب نار کی اور اس سے اخذ آتش کیا۔ اس کا مفاد یہ مفہوم ہوا وَاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ تحقیق تجھ پر میری لعنت اور میری رحمت سے تیرے لئے دُوری ہے اور اصل آدم علیہ السلام کی یہ ہے کہ جب اُس نے جو طلب میں آشیانہ دیا ہیگاہ بشریت سے بباروے ہمت و قصد کے پرواز کرکے حیطۂ انسانیت سے تجاوز کیا۔ یہاں تک کہ نار محن و آتش آلام سے قریب ہوا تو انوار الٰہیہ نے اس سے مفارقت کی اور بازوء اس کی اصطفائیت و برگزیدگی کا ٹوٹ گیا اور طائر اُس کی بلند پروازی

اور ترقی کا سُست ہو گیا۔ تو دام میں وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ کے گر پڑا۔ یعنی آدم نے اپنے پروردگار کا گناہ کیا۔ پھر جب وہ وادی محبت میں سرگرداں ہوا اور راہ رہائے محنت و اندوہ نے پے در پے اُس پر ہجوم کیا اور برق اِهْبِطَا کا تازیانہ لگا۔ اِهْبِطَا یعنی اے آدم علیہ السلام اور اے حوا تم دونو باغ جنت سے اُتر کر دنیا میں جاؤ۔ پھر جب آدم علیہ السلام صحرائے کربات میں آنکلے۔ تو یکایک آیت بشارت دینے والی اُن کی برگزیدگی کی اُن سے آکر لپٹ گئی یعنی آملی۔ کہ پھر پروردگار نے اُن کو اپنا برگزیدہ کیا فَتَابَ عَلَیْهِ یعنی حق تعالیٰ اُس پر متوجہ ہوا اور توبہ و انابت اُن کی قبول کی۔ غرضکہ اسلاعورس نے اُن صحابہ کو حکم دیا کہ بیعہ میں داخل ہوں اس وقت حکم بن ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم تمہارے بیعہ میں جاکر کیا کریں۔ اُس نے کہا کہ اُس کے اندر جاکر تم اپنے پروردگار کا ذکر کرو یعنی نماز پڑھو۔ حکم نے کہا کہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ واسطے ذکر اپنے پروردگار کے بلائے جائیں تو پھر اس سے تاخیر کریں آخر صحابہ نے اپنے گھوڑے باندھ دیئے اور بیعہ مین داخل ہوئے۔ اور اسلاعورس کا ارادہ صحابہ کو بیعہ کے اندر لے جانے کا یہ تھا کہ آرائش بیعہ کی نمائش کرا دے۔ اس لئے کہ اس کے اندر ملمع و زرنگاری کی بڑی تیاری کی تھی۔ اور شبیہ بیت المقدس کی کھچوائی تھی اور صخرہ اور سلسلہ بیت المقدس کا بطور تبرک کے رکھا تھا۔ اور محراب داؤد اور گہوارۂ عیسیٰ کا بنایا تھا۔ تصویر مسیح و مریم علیہما السلام کی لکھی

تھی۔ پھر جس وقت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعہ میں داخل ہوئے اور اس میں یہ تماشا دیکھا۔ تو ھکم بن حشام نے یہ آیت پڑھی۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بن مریم! کیا لوگوں سے تم نے کہہ دیا ہے کہ تم لوگ مجھ کو اور میری والدہ کو سوائے خدائے واحد کے دوسرے اور دو خدا سمجھو۔ چنانچہ اس آیت کو باواز بلند پڑھا اور کہا۔ واللہ یہ سب کوئی چیز نہیں بلکہ ہمارا قول سوائے اس کے نہیں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ +

روایت ہے کہ اُن کی اس صدا سے بیعہ زلزلہ میں آیا اور اس قوم کو گھبرا دیا۔ قندیلیں ایک دوسری سے ٹکرا گئیں۔ اس کا مجاور ایک شیخ کہ وہ سب دینوں اور شریعتوں کا عالم عبدالمسیح نام تھا۔ جب اس نے یہ خرابیاں بیعہ اور قندیلوں کی دیکھیں تو اس کے چہرے پر عبرت اور ساری قوم پر جو اس کے اندر تھی۔ ہیبت غالب ہوئی تو ان سب نے اپنے مالک سے کہا کہ تو نے ہماری ہلاکت کا ارادہ کیا ہے۔ اس وجہ سے کہ تو نے عرب والوں کو اندرون بیعہ کے ہم پر داخل کیا ہے۔ آیا تو نہیں دیکھتا کہ ان لوگوں کا یہاں آنا گویا غضب مسیح کا ہم پر ہوا ہے۔ تب اس رئیس نصارا نے کہا ستم ہے مسیح کی جو تم سمجھتے ہو ایسا نہیں بلکہ کام ان کا توحید خدا اور ذکر نبی کا ہے۔ چنانچہ معجزہ اُن کے نبی کا تم پر ظاہر ہوا اور

تم نے اُس کو دیکھ لیا وائے تم پر چھانک خود بخود اُن کے لئے کھُل گیا اور وہ ہم پر آ پہنچے - پھر جبکہ وہ داخل بیعہ ہوئے تو کیونکر بیعہ جنبش میں نہ آوے اور وہ قندیلیں نہ ٹکراویں - جو کچھ میں نے باتیں کیں - پہلے میں شک میں تھا اب میں مژدہ دیتا ہوں اس شخص کو جو ان کے دین پر ہو ۔ یہ شخص خادم بیت المقدس کا تھا جس روز بیت المقدس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوا - یہ خادم بیت المقدس میں موجود تھا - اور اُس نے ان نبرکات کو جو اندرون قدس کے تھے یہ آواز سنی کہ یہ یعنی عمر رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے کہ طول و عرض میں فتح کریگا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص ہے کہ جس کی بشارت مسیح ابن مریم نے دی ہے اسی زمانے میں ایک شخص نے اس خادم سے سوال کیا کہ میں نے مسلمانوں کو دیکھا وہ صخرہ بیت المقدس کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اور اس پر جو عیسیٰ علیہ السلام کا قدم بنا ہے بوسے دیتے ہیں - ہم مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ قدم چُومتے ہیں - تب خادم نے کہا - اے فرزند ہم کہتے ہیں کہ وہ قدم مسیح کا ہے حالانکہ وہ قدم انہیں کے نبی محمد بن عبد اللہ کا ہے جبکہ اُس نے واسطے معراج کے طرف آسمان کی عروج کیا تھا - تب لوگوں نے پوچھا کیا ایسا ہوا تھا وہ اس عروج کو پہنچا ہے؟ اس نے کہا ہاں سچ ہے - مکہ سے بیت المقدس تک اُس کو سیر کرائی گئی - اور وہاں اُس نے سب نبیوں کو نماز پڑھائی پھر وہاں سے اُس نے طرف آسمان کے سیر فرمائی ۔

ذکر معراج شریف سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کیفیت اس سیر کی حکم نے اس طرح فرمائی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دینی نفوس مردم مُنبشّر ہوئے۔ خبر رسالت اور کمالات ان کے مشہور آفاق ہوئے انوار جمال نے عالم کو منوّر کیا اور ارادہ باری تعا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قربت قاب قوسین سے تمام اہل کونین پر اشرف و افضل کرے۔ پس تمام عالم ملکوت میں ندا دی گئی کہ اب تم درستی اپنے احوال و اعمال کی کرلو۔ اور تہذیب و آداب سے آراستہ ہوجاؤ کیونکہ یہ شب قرب حضور کی ہے یہ شب آزادی کی ہے جہنم سے۔ یہ شب شادمانی و سرور کی ہے۔ یہ شب معراج ہے اے فرشتو نردبان پیغمبری کا لگاؤ اور کرہ و کریوہ ہائے ہائلہ کو ہموار کردو اور پائیگاہ آداب پر مؤدب کھڑے رہو اے جبریل علیہ السلام جنتوں کو آراستہ کر۔ حوروں اور غلمانوں کو بہ زیب و زینت جلوہ دے۔ امہانی کے گھر میں نازل ہوکر ہمارے حبیب کو بیدار کر اور بُراق پر سوار کر۔ کہ ہم اپنی آیات و نشانیاں اس کو مشاہدہ کراویں۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے وہ مرکب اپنے ہمراہ لیا۔ جس کی خلقت عجیب اور صفت غریب تھی اور لگام جالہ تقرب سے اور زین اس کا سازِ حُب سے تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اس براق کو میدان کون و مکان میں نکالا اور بتلاوت اس آیت کی ندا دیتے ہیں۔ سُبحَانَ الَّذِی اَسرٰی بِعَبدِہٖ کا یعنی سزاوار تسبیح وہ

خدا ہے جو اپنے بندے کو سیر و مشاہدہ اپنی آیات کا کراتا ہے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اس مرکب کو لے کر دروازے پر اُس شہسوار عرصہ رسالت کے کھڑے ہوئے اور بعد رفع حجاب اسرار کے حضرت کو دیکھا کہ وہ اپنی عبادات میں بسوئے معبود مائل ہیں اور اشتیاق نے بجون و نار کر دیا ہے۔ اور آرزومندی سے دردمار ہیں پس سجائل انوار معارف سے اُن پر نور افشاں ہوئے اور وفائے وعدہ سے مژدہ رساں ہوئے اور کہا یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ یعنی اے چادر پیچیدہ اے گلیم پوش اپنے قدم ہمّت پر کھڑا ہو۔ کمر بند ہمت کو چُست کر اور سوار ہو کر طرف آسمان کی صعود کر اور معراج قرب اور اوج ترقی پہ عروج کر یہ سُن کر سیّد عالم جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مرکب تحیّت و سلام پر سوار ہوئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بالائے ابر چڑھالیا اور خانہ کعبہ سے لے چلے۔ اُس وقت ذکر خدا جلیس تھا یا خدا انیس و شوق اس کا رہبر تھا۔ جبرئیل خلیل تھے۔ جب دائرہ قدس میں داخل ہوئے اور زیر مسجد اقصیٰ کے پہنچے تو وہاں ارواح انبیا علیہم السلام بہ لباس انوار حاضر ہوئے اور بہ سلام و تحیت پیش آئے اور روبرو جلوہ گر ہوئے بصلوٰۃ و درود ثناخوانی کرنے لگے۔ اور ہر ایک نے وصف اپنی اپنی منزلت اور ذکر اپنی اپنی فضیلت کا شروع کیا۔ چنانچہ پہلے حضرت آدمؑ نے بیان کیا کہ حمد ہے اس خدا کو جس نے اپنے دست قدرت سے خلق کیا اور روح امر اپنا دمیدہ کیا۔ ملائکہ کو میرے لئے سجدہ کا حکم کیا اور دار کرامت میں

مجھے ساکن کیا۔ حضرت ادریس نے کہا۔ حمد کرتا ہوں میں اُس خدا کا۔
جس نے میرے تئیں مکان برتر پر مرتفع کیا۔ مقام نورانی میں مجھے جگہ
دی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا میں شکر گزار ہوں اُس پروردگار
کا جس نے مجھے قوم ظالمین سے نجات بخشی اور مومنوں کا باپ اور رہنما
مقرر کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا۔ میں حمد کرتا ہوں
اس پروردگار کا جس نے مجھ کو اپنا خلیل فرمایا اور مجھ پر نار کو خنک و
گوارا کیا۔ یعنی آتش کو گلزار کر دیا۔ اور میری زوجہ جو بانجھ تھی اس کی
اصلاح کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ سپاس سزا وار ہے
اس خالق کا جس نے مجھے نو آیات بیّنات یعنی نشانیاں روشن
عطا کیں اور میرے لئے لوحوں میں ہر چیز کا وعظ اور پند لکھا اور ہر
شئے کو بہ تفصیل بیان کیا اور فرعون میرے دشمن کو ہلاک کیا اور میری قوم
کو اس کے ہاتھ سے بچایا اور میرے لئے دریا کو شگافتہ کیا اور مجھ سے
بطور تکلم کلام کیا اور فرمایا حضرت سلیمانؑ بن داؤد نے میں شکر کرتا ہوں
اس خداوند کا جس نے تمام انس و جان کو میرا مطیع کیا اور طیور و ہوا
کو میرا مسخر کیا۔ ویسی کسی کے لئے شاہیاں نہ ہوئی۔ اور حضرت عیسیٰ
نے فرمایا۔ ستائش ہے اس خداوند کی جس نے مجھے گندگی نطفہ سے
پیدا نہیں کیا اور اس نے میرے لئے مردہ کو زندہ کیا۔ یعنی مجھ سے
مردہ کو زندہ کرایا۔ اور میرے واسطے کوڑھی مادر زاد اور سفید بدن کو
اچھا کیا۔ یعنی عوارض و امراض کو میرے ہاتھ سے اچھا کرایا۔ پھر جس

وقت اُن جملہ انبیا علیہم السلام نے اپنی اپنی کرامتوں کا فخر کیا۔ اُس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا۔ کہ حمد ہے خدائے عزوجل کا کہ اُس نے مجھ کو اپنے لب لباب انوار سے پیدا کیا اور میری قدر و منزلت کو زمین و آسمان میں بلند کیا اور میرے نام کو اپنی ساق عرش پر لکھا اور میرے نام کو اپنے نام سے مقرون کیا اور میرے ذکر کو معالم و مقام قدس میں مصطفےٰ کیا اور میرے سینے کو کشادہ کیا اور میرے امر کو مجھ پر آسان کیا اور میری قدر افزائی کی اور میرے گناہان گذشتہ و آیندہ کی آمرزش فرمائی۔ اور کفار کے سر پر مجھ کو موید کیا اور مجھے ساتھ رعب اور دبدبہ کے مبعوث کیا اور دین حنیف کا مجھے رسول کیا اور مجھے منصور و مظفر کیا اور میری امت کو بہترین امت کیا اور میری اطاعت تمام عرب و عجم پر فرض کی اور تمام روئے زمین میرے لئے مسجد قرار دی اور خاک میرے واسطے مطہر اور پاک کرنے والی کر دی اور مجھ کو روز قیامت میری امت کا شفیع بنایا اور میری شریعت سے تمام شرائع کو منسوخ کر ڈالا۔ اور ساری امت سابقہ کو میری شفاعت میں داخل کیا اور کعبہ کو میرا قبلہ گردانا اور میرے بعد مجھ کو میری امت کی صلوٰۃ کا شنوا کیا یعنی میں اُن کی صلوٰۃ کو شنا کرونگا۔ کہ روز قیامت میں ان کی شہادت ادا کروں۔ اور حق تعالیٰ نے مجھ کو شاہد کُل کا گردانا اور میری امت کو شاہد اوپر منکرین اور ظالمین کے کیا ہے۔ میرے نام کو سائر افلاک پر لکھا ہے اور حق جل و علا نے فرمایا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا یعنی ہم

نے تجھ کو تمام خلق پر شاہد کیا اور مژدہ دینے والا اور ڈرانیوالا بھیجا ہے +

روایت ہے کہ جس وقت اسلاعورس حاکم میافارقین نے حکم بن حشام رضی اللہ عنہ سے یہ سارا کلام سُنا تو کہنے لگا واللہ تمہارے دین میں کچھ شک نہیں ہے بے شبہ تم حق پر ہو میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیت المقدس میں اسلام لایا تھا اور بعدازاں میں اس شہر میں آیا تھا اور اس کا جو والی تھا وہ مرگیا تو بعد اس کے میں والی ولایت ہوا اور پھر میں نے اپنے دین اول کی طرف رجوع کی اور اب میں نے توبہ کی اور تمہارے دین میں آیا تو کیا ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ مجھے قبول کریگا باوجودیکہ میں نے ارتکاب گناہوں کا کیا۔ تب حکم نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ ایک روز اپنے اصحابوں سے فرماتے تھے۔ کہ آدمی کس چیز سے خوش ہوتا ہے لوگوں نے عرض کی اپنے اہل سے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ خاموش رہے اور اصحاب چپ رہے۔ پھر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں۔ آدم زاد اس بات سے شادمان نہیں ہوتا بلکہ جس وقت وہ کسی رہگذار میں ہو اور اس کے پاس اُس کا شتر سواری کا بھی ہو اور اس پر اس کا ناد راہ اور پانی اور اُس کے نفع و آرام کی چیزیں بار ہوں پھر جس وقت اس کا کسی ایسے راہ پر گذر ہو کہ اُس وقت اس پر شدت تمازت آفتاب کی بہت ہو۔ اور وہ کہیں سایہ میں جا کر اپنے ناقے سے اُتر پڑے اور اپنے بازو کا تکیہ لگا کر سو رہے اور بعدازاں وہ بیدار ہو اور دیکھے کہ ناقہ اُس کا جاتا رہا

یعنی گم ہوگیا اور اس پر اس کا کھانا پانی اور سفر خرچ تھا اور اُس کے فائدے کی چیزیں تھیں آخر اُس کی طلب اور تلاش میں نکلا اور چپ و راست ڈھونڈھتا پھرا مگر دستیاب نہ ہوا۔ تب وہ اُسی مقام پر جہاں سے شتر گم ہوا تھا پھر پھرا۔ اور اپنی موت کا اُس کو یقین ہوگیا پھر وہاں وہ سو رہا۔ تو بعد ازاں جب بیدار ہوا ناگاہ اُس نے اپنا ناقہ معہ مال ویسا ہی پایا اور اُس کی مُہار تھام لی۔ بعد ازاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس شخص کو اپنا زاد اور راحلہ پانے سے جیسے خوشی ہوئی اس سے زیادہ حق تعالیٰ بندہ مومن کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے۔

جب اسلاعورس نے یہ کلام حکم بن حشام رضی اللہ عنہ کی سنی تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور پھر اُن سب صحابہ کو اپنے دار الامارۃ میں لے گیا اور کہنے لگا واللہ حق ثابت ہوا اور صدق ظاہر ہوگیا۔ غرضکہ وہ اسلام لایا اور اسلام اس کا بہت خوب اور پسندیدہ ہوا۔ پھر اُس نے اپنی جماعت کو طلب کیا اور اپنے اسلام سے اس کو خبر دی اور کہا کہ جو کچھ میں اپنی ذات خاص سے پسند کرتا ہوں۔ وہی تمہارے لئے بھی چاہتا ہوں بیشک دین ان لوگوں کا برتر ہے اس پر کوئی دین غالب نہیں ہے۔ پس جو جو تم میں سے اسلام لاویگا وہ دنیا و آخرت دونوں جگہ امن و امان پائیگا۔ اور یہ لوگ جب شہر آمد میں داخل ہوئے تو کچھ شک نہیں کہ تمام دیار بکر انہیں کا ہے اس صورت میں جو کوئی ان کی مخالفت و نافرمانی کریگا۔ بالضرور اُس کا

شہر لُوٹ لیں گے اور اس کے اہل اطفال کو بندی کر لیں گے، اور بندگی میں لیں گے۔ پھر اگر تم اسلام لاؤ تو تم اپنی جان و مال و بلاد سے امن رہو گے۔ تب اُن سب نے جواب دیا۔ اے صاحب و مالک ہمارے ہم کو تین دن کی مہلت دیجیے تاکہ ہم فکر و مشورہ کریں کہ ہمارے حق میں کیا مناسب و مصلحت ہے۔ چنانچہ اسلاعورس نے اُن کو رخصت کیا اور وہ سب اُس کے پاس سے واپس آئے۔ پھر جب رات ہوئی تو سب جمع ہوئے۔ اور آپس میں انہوں نے حلف و عہد کیا کہ ہم دینِ عرب کا قبول نہ کریں گے۔ اگرچہ وہ سب ہم کو مار ڈالیں۔ پس چاہیے کہ جنگ پر صبر و استقامت کرو۔ پھر جب تین روز گزر گئے۔ تو اسلاعورس نے اُن کو طلب کیا تو اُن میں سے تھوڑے سے لوگ آئے۔ اور باقی نہ آئے اور خبرداروں نے اسلاعورس کو اُن کے عزم و ارادے سے خبر دی۔ آخر اہل شہر مسلح ہو کر اس سے لڑنے کو آئے۔ تب اسلاعورس بھی اپنی جماعت کو ہمراہ لے کر اُن سے لڑنے نکلا۔ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے ساتھ تھے یہاں تک کہ جنگ شدید واقع ہوئی۔ جب رات ہوئی تو اسلاعورس نے صحابہ سے کہا کسی کو اپنے امیر کے پاس بہت جلد روانہ کرو کہ وہ ہم لوگوں کے لئے کمک و مدد بھیجے۔ آخر اُن صحابہ میں سے ایک کو روانہ کیا وہ شہر سے ابھی تھوڑی دور نہ گیا تھا کہ صدائے سُمِ اسپاں سُن کر متحیر ہوا۔ پھر جب اُن سے ملا۔ تو وہ سب لشکر اسلام کے پانسو

سوار تھے اور افسر اُن پر عتبہ بن عدی رضی اللہ عنہ تھے ان سواروں
کے آنے کا یہ باعث تھا کہ عیاض بن غنم نے اپنے خواب میں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے قصہ میافارقین اور
ماجرا اہل شہر کا ارشاد کیا۔ اور بنا بر روانگی لشکر کے حکم فرمایا۔ جب
عیاض رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوئے تو عتبہ بن عدی کو پانسو
سوار کے ساتھ روانہ کیا۔ اور بہ حکم خدائے عزوجل طے الارض ہوا
یعنی زمین ایسی سمٹ گئی کہ لوگ اسی رات میافارقین میں پہنچ
گئے۔ تب وہ صحابی جو بطلب اُن کے جاتا تھا ان سب سواروں کو
خفیہ دروازے کی طرف لایا۔ وہاں پر کچھ لوگ جو برائے حفاظت
مقرر تھے۔ اس صحابی نے ان کو آواز دی انھوں نے دروازہ کھول
دیا اور سب سوار اندر داخل ہوئے اور پوچھا کہ ہمارے آنے کی
خبر تم کو کس نے دی۔ تب صاحب شہر اسلاعوس نے کہا۔ کہ
تمھاری خبر مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ جب
اہل شہر کے قتل سے میرا دل تنگ ہوا اور میں سویا تو میں نے
حضرت کے وجود باجود کو خواب میں دیکھا۔ وہ تمھارے آنے کی
خوشخبری مجھ سے فرماتے تھے۔ غرضکہ جب یہ سب پہنچ گئے۔ اور
قتال شہر کے واسطے آمادہ ہوئے تو مسلمانوں نے اہل شہر کو پکارا۔
اور کہا کہ اے دشمنان خدا بہ تحقیق تم پر ہلاکی اُتر چکی ہے کہ تم کو
اصحاب مستطاب نے گھیر لیا اور تم کو تلواروں کے آگے دھر لیا

ہے ۔ یہ سُن کر وہ لوگ اپنے گھروں کو بھاگے اور اپنے مکانوں میں جا گھُسے اور دروازے خوب بند کر لئے ۔ اس لئے اُن کو یقین ہو گیا۔ کہ نزول اس بلا کا ہو گا جس کی تاب و تحمل انہیں نہ تھی ۔ یہاں تک کہ الغیاث اور فریاد پکارنے لگے اور امان مانگنے لگے تب اُس وقت اسلاعورس نے کہا کہ جو کوئی ہمارے پاس آجاویگا وہ امان پاویگا ۔ آخر سب حاضر ہوئے ۔ تب اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ بتحقیق تم کو امان دی تمہارے مال و جان پر مگر یہ کہ تم اپنے ہتھیار حوالہ کرو ۔ پس انہوں نے اپنے سارے ہتھیار جو جو اُن کے پاس تھے حوالہ کر دئے ۔ پھر جبکہ اُس قوم نے صدق قول صحابہ کا دیکھ لیا تو وہ اسلام لائے ۔ مگر کچھ لوگ اُن میں سے محروم رہے اور بعد ازاں اس بیعہ کبیر کا جامع مسجد بنایا اور وہاں صحابہ نے تین روز مقام کیا ۔ اور اس قوم میں حکم بن ہشام رضی اللہ عنہ کو چھوڑا اور اُن کے ساتھ اور دس صحابی مقرر کئے تاکہ وہاں کے لوگوں کو شرائع دین تعلیم کریں اور عتبہ بن عدی رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور اُن سے سارا ماجرا بیان کیا ۔ یہ سن کر عیاض رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے ؂

شہر آمد کی فتح کا بیان

جبکہ اہل آمد نے دروازہ شہر کا نہ کھولا اور نہ مقابلہ کیا تو اِس

بات سے عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ اور جملہ اصحاب تنگ ہوئے ۔
روایت ہے کہ صحابہ پانچ مہینے تک شہر آمد کو گھیرے رہے ۔ چنانچہ
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسا مذکور ہوا کہ باب الماء پر مامور تھے ہر
روز سوار ہوتے تھے اور اپنا لشکر شہر آمد کے گرد پھراتے تھے جب
رات ہوتی تھی تو اپنے مقام پر پھر آتے تھے اور ہمام اُن کا غلام ہر
شب کو ایک روٹی جَو کی پکا کر حجرہ میں رکھ دیتا تھا کہ بعد مراجعت
و نماز مغرب اسی روٹی کو کھا لیا کرتے تھے ۔ پھر ایسا اتفاق ہوا ۔ کہ
تین دن رات برابر گذرے کچھ نہ ملا جس سے افطار کرتے ۔ تب
خالد نے ہمام اپنے غلام سے کہا ۔ اے فرزند! کیا تیرے پاس کچھ
نہیں ہے کہ تو مجھ کو افطار کرا دے ۔ یہ تیسری رات ہے کہ تو نے
میرے لئے کچھ نہیں پکایا اُس نے کہا ۔ اے میرے آقا! واللہ میں
بدستور ہر شب روٹی پکا کر آپ کے حجرہ میں رکھ دیا کرتا ہوں مجھے معلوم
نہیں کہ کیا ہوتا ہے بلکہ مجھ کو تو یہی یقین تھا کہ آپ نوش کرتے ہیں ۔
چنانچہ جب چوتھی رات آئی تو ہمام نے موافق عادت روٹیاں پکا کر
حجرے میں رکھ دیں اور وُہ آپ چھپکر بیٹھا تا کہ دیکھے کہ کون وہ روٹیاں نکال
لے جاتا ہے ۔ ناگاہ ہمام نے دیکھا کہ ایک کُتا شہر کی جانب سے آیا ۔
اندر حجرے کے گھسا اور وہ روٹیاں نکال کرلے چلا ۔ تب ہمام اُس کے
پیچھے لگا کہ کہاں جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ وُہ کُتا اُس تالاب سے کہ
جس پر خالد رضی اللہ عنہ مامور تھے ۔ نکل کر طرف دیوار شہر پناہ کے
گیا ۔ آخر ہمام اُس کو چھوڑ کر پھر آیا ۔ جب خالد رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ

ہوئے اور افطار طلب کیا۔ اُس وقت ہمام نے سارا ماجرا کہہ سُنایا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا اے ہمام! تو مجھے وہ مقام کہ جہاں گُتّا روٹی لے گیا ہے دکھا دے۔ تب ہمام خالد رضی اللہ عنہ کے آگے آگے ہولیا اور اس مقام پر لے گیا۔ جہاں وہ گُتّا روٹی لے کر گھس گیا تھا۔ جب خالد نے یہ دیکھا تو کہا اللہ اکبر! بتحقیق حق تعالیٰ نے ہم کو فتح و نصرت بخشی۔ پھر وہاں سے پھر آئے اور اپنے اصحاب کو بُلا کر یہ قصّہ ان سے بیان کیا اور کہا کہ اس تالاب میں ایک منفذ ہے۔ میں اس میں سے اندرون شہر کے داخل ہونگا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے سَو آدمی اپنی جانوں کو خدا کے لئے فدا کریں۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ دنیا مقام صدق ہے۔ اُس کے لئے جو اس کو صدق سے بسر کرے اور دنیا مقام وفا ہے یعنی پورا پانے کی جگہ ہے جو چاہے اُس سے اخذ کرے اور دنیا امیدگاہ ہے جو کچھ چاہے اُس سے زاد آخر لے لیوے اور دنیا دار تجارت ہے جو چاہے اُس سے حاصل کرے اور دُنیا جائے نزول وحی خدا ہے اور مُصلّیٰ یعنی جائے نماز ملائکہ کی ہے اور مسجد یعنی سجدہ گاہ ہے احبا و دوستداروں خدا کی۔ پس تم اس دنیا کو کھیتی سمجھو۔ حق تعالیٰ ہم پر اور تُم پر رحم کریگا۔ چنانچہ ہمارے اور تمہارے لئے یہ بات ہے کہ جو کوئی اس دنیائے فانی سے زاد آخرت چاہتا ہے تو چاہیئے کہ وہ تجارت سودمند کو اختیار کرے اور طول مدت کے فریب میں نہ پڑے۔ یہاں تک کہ تقصیر عمل میں مطمئن اور بے

پروا ہو جاوے آگاہ ہو کہ میں نے اپنی جان کو خدا کی راہ کے لئے بیچا اور اُس نے مول لے لیا۔ بعد ازاں خالد رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یعنی حق تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کی جانوں کو مول لے لیا ہے اور اُن کے مالوں کو قبول کیا ہے۔ بعوض بہانہ کے اُن کے لئے جنت ہے۔ پس جو کوئی اپنے تئیں بیچتا ہو اور وہ چاہے کہ دلیری اور دلداری کرے اور جس چیز سے وہ ڈرایا جاوے اس سے ہرگز نہ گھبراوے۔ کیونکہ ہمارے تمہارے درمیان میں وعدہ گاہ عرصہ قیامت ہے اور موقف حسرت و ندامت ہے لہٰذا تم کو لازم ہے کہ اپنے اسلاف کرام اور دین کی پیروی کرو اور خدا کی برکت اور اُس کی اعانت پر تکیہ کر کے مستعد ہو جاؤ +

بعد ازاں خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب میں سے سو جوانوں کو انتخاب کیا اور اُن کو حکم کیا کہ اپنے اپنے ہتھیار لگا دیں اور پھر وہ سوار ہو کر عیاض بن غنم کے پاس گئے اور اپنے عزم پر ان کو آگاہ کیا کہ منفذ چشمہ سے میں شہر کے اندر داخل ہونے والا ہوں اور تم اپنے ساز و سامان سے تیار رہو کر گوش بر آواز ہو صدائے تکبیر و تہلیل پر۔ انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا الحمد للہ میں تیار ہوں گا۔ تم جاؤ حق تعالیٰ تمہاری اعانت و نصرت کرے اور چاہیئے کہ عون و برکت خدا پر توکل کر کے روانہ ہو۔ چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ کو عیاض رضی اللہ عنہ

نے وداع کیا۔ تو اپنے اصحاب کے پاس پھر آئے۔ تو اُن کو مستعد و تیار پایا۔ تب اُن کے آگے ہوئے۔ حتٰی کہ آدھی رات کو چشمہ کے دروازہ پر پہنچے۔ پس حق تعالیٰ نے حارسان و دیدبانان دیوار شہر پر نیند غالب و مستولی کر دی۔ کیونکہ حق تعالیٰ جب کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے انجام کو پہنچاتا ہے۔ اور اُس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے +

روایت ہے کہ سب سے پہلے اس چشمہ کی راہ سے خالد داخل شہر ہوئے تھے۔ اور ان کے پیچھے عامر رضی اللہ عنہ بن الاخوص اور حذیفہ بن ثابت رضی اللہ عنہ و عمران بن بشر تھے اور اسی طرح وہ سب ایک منفذ و سوراخ میں سے جو چشمے کے اندر تھا داخل ہو گئے مگر جو اُن میں جسیم و فربہ اندام تھا۔ وہ گھسنے سے عاجز رہے اور اپنے حرمان شہادت پر تاسف کرتے ہوئے واپس آئے۔ چنانچہ اسّی آدمی اس منفذ سے داخل شہر ہوئے اور اُن کے پہنچنے کی کسی کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ لیکن بعد جانے اُن لوگوں کے ایک شخص ان میں سے جو باعث جسامت کے دخول منفذ سے قاصر رہا تھا۔ اُس نے اسی سوراخ کے فراخ کرنے کی تدبیر کی۔ اور اس کو کھود کر کشادہ کیا۔ آخر وہ باقی اشخاص بھی اندر داخل ہو گئے اور اپنے یاروں کو جا لیا اور وسط شہر میں پہنچ گئے۔ اُن کے پاؤں کی آہٹ سے سوتے ہوئے جاگ اُٹھے۔ اور بیٹھے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تب خالد رضی اللہ عنہ نے قصد اُن لوگوں کا کیا جو دیوار شہر پناہ پر دیدبان تھے۔ اُن کو پتھروں کی

مارے نیچے نہ اُترنے دیا پھر خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب میں سے دس آدمیوں کو باب شہر پہ بھیجا۔ کہ وہ قفل توڑ کر دروازہ کھول دیں۔ اور ادھر عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سوار ہو کر لوگوں کو بیدار و ہوشیار و آمادہ کارزار کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جس وقت خالد رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب نے بہ آواز بلند تکبیر کی۔ تو فوراً عیاض رضی اللہ عنہ معہ اپنے لشکر کے باب شہر پر جا پہنچے۔ اس کو کھلا ہوا پایا اور اندرون شہر دھس پڑے اور اہل شہر دیوار و بروج شہر پناہ کی طرف بھاگے۔ تاکہ اس پر پناہ لیں رات بہت تاریک تھی۔ اندھیرے نے ان کو ڈھانپ لیا تھا۔ چنانچہ کوئی ایسا نہ تھا۔ جو اپنی خوابگاہ سے اٹھا ہو۔ مگر کہ تلوار اُس کے سر کو تن سے اُتار لیتی تھی۔ اور جو کوئی اپنے فرزندان دلبند سے بچھڑا۔ شمشیر نے اس کا جگر چاک اور بند بند جدا کیا۔ اور خالد رضی اللہ عنہ بالاتفاق اپنے اصحاب کے برابر پکار کر تکبیر کہتے ہیں اور اہل آمد کے لئے عالم اسباب قطع ہو گیا تھا۔ اور ان کو عذاب نے گھیر لیا تھا۔ پھر اسی طرح جنگ برپا رہی اور لاش پر لاش گرتی تھی۔ اور مسلمین کے دلوں کو کشادگی و شگفتگی ہوتی تھی۔ اور مشاغل ان کے منقطع ہو گئے۔ اور شجاعان عرب سرہائے کفار ٹکراتے تھے اور تلواریں پڑتی تھیں۔ اور نابکاروں کے دل دہلتے تھے اور نامردوں کے بدن تھراتے تھے۔ آنکھوں سے اشک بہتے تھے۔ فریاد کرنے والے کا شور کوئی نہ سنتا تھا۔ اور کوئی کسی کی سفارش نہیں کرتا تھا۔ کوئی منع کرنے والا نہ تھا جو کسی کو باز رکھتا اور

کسی سے دفع بلا نہیں کرتا تھا اور کسی کا دل اُن پر ترس نہیں کھاتا تھا
یہاں تک کہ رات گذری۔ صبح ہونے لگی۔ اور خالد رضی اللہ عنہ بآواز
بلند بس بس شور کرتے تھے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور ضیا نمودار
ہوئے۔ اس وقت اہل شہر نے اپنی خرابیوں اور خواریوں کو دیکھ کر
طرف دارالامارۃ شاہی کے رجوع کی اور ملکہ مریم کو ڈھونڈھنے لگے۔
تو اس کو نہ پایا اور نہ کچھ اس کا پتہ نہ ملا۔ اور سبب اس کے غائب ہو
جانے کا یہ ہوا۔ کہ جب وقت اُس نے داخلہ صحابہ کا اندرون شہر کے
سنا تو اس کو یقین ہو گیا کہ ان کے ہاتھ سے خلاصی نہ ہوگی۔ تب اُس
نے اپنے تئیں اور اپنے رفیقوں کو مخفی کیا۔ اس طور پر کہ جس قدر زر و
جواہر لے سکی لے لیا۔ اور اس کے دارالامارت میں ایک نقب تھی۔
اُس سے نکل کر دامن کوہ میں اُتر گئی۔ اور بلاد روم کی نہیں لی۔ جب
اہل شہر کو یقین ہوا کہ ان کی ملکہ بھاگ گئی۔ تو الغیاث والامان
پکارنے لگے۔ اس وقت صحابہ نے تلواروں کو روک لیا۔ اور ہاتھوں کو
کھینچ لیا۔ اور ان سب کو میدان شہر میں روبرو عیاض بن غنم رضی اللہ
عنہ کے جمع و مجتمع کیا۔ تب عیاض رضی اللہ عنہ نے ان سے خطاب کیا
اور بعد حمد خدائے عز و جل و نعت سید الرسل کے یہ بیان کیا کہ تحقیق
حق تعالیٰ نے ہم کو تم پر فتح و نصرت دی اور ظفریاب و کامیاب کیا۔ اگر
حق سبحانہ تعالیٰ ہمارے نبی کو نبی الرحمۃ مبعوث نہ کرتا۔ اور مومنوں کے
دلوں میں رحم نہ ڈالتا تو بالضرور ہماری تلوار تم میں سے کسی کو بھی نہ

چھوڑتی ۔لیکن ہمارے پروردگار نے اپنی پاک کتاب میں ہم کو واسطے ضبط غصہ اور عفو کرنے کے حکم کیا ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی جو لوگ ضبط خشم کرتے ہیں اور لوگوں سے بعفو ورگزر کرتے ہیں ۔تو حق تعالیٰ ایسے نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے ۔ بعد ازاں عیاض رضی اللہ عنہ نے اُن کے حق میں یہ تجویز کیا کہ جو کوئی ان میں سے اسلام لایا ۔اُس کا اسلام قبول کیا اور جو اسلام نہ لایا اُس پر جزیہ یعنی محصول سالیانہ اسی سال مقرر کیا ۔فتح شہر آمد میں درمیان اس جماعت کے زید بن عالوک یہودی بھی حاضر تھا اور وہ یہودیوں و نصرانیوں کا بڑا عالم تھا ۔اور اور وہ بنا بر اپنے گمان کے اولاد داؤد علیہ السلام سے تھا ۔اسی لئے بنی اسرائیل اس کی شان میں بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے ۔اور اُس کے لئے ہدیے و تحفے نذر لایا کرتے تھے ۔جب عیاض رضی اللہ عنہ نے شہر آمد پر فتح پائی اور اہل شہر کو میدان میں جمع کیا اور موافق گفتار اس قوم کے اُن کے شیخ نے کلام کیا ۔اس وقت وہ عالم یہودی جس کا نام طلیا بن چنتا تھا درمیان اپنی قوم کے اُٹھ کھڑا ہوا ۔اہل اسلام بھی اس کے رتبہ سے آگاہ تھے کہ وہ پیشوائے بنی اسرائیل اور اولاد داؤد علیہ السلام ہے ۔پس وہ کہنے لگا کہ تم اصحاب نبی الرحمۃ ہو ۔تحقیق حق تعالیٰ نے رحمت کو پیدا کیا اور اس کو تمہارے دلوں میں جگہ دی اور حق سبحانہٗ تعالیٰ نے تمام امتوں پر تم کو افضلی

کہا اور صحاف ابراہیم و موسیٰ علیہ السلام میں اس طرح بیان کیا ہے
کہ آخر زمانہ میں ایک نبی اُمّی مبعوث کروں گا۔ اور اس کی اُمّت کو
ساری امتوں پر فضیلت و برتری دونگا۔ اور رحمت کو ان کے دلوں
میں متمکن کرونگا اور ان کے سبب سے اپنے ملائکہ پہ میں فخر و مباہات
کرونگا۔ اور روز حشر آثار وضو، دانوار بہا سے ان کو غُرّ محجّلین اٹھاؤں
گا۔ یعنی پرتو برکات وضو سے ان کے چہرے درخشاں دست و پا
تاباں ہونگے۔ اور جب داؤد علیہ السلام مبتلائے گناہ ہوئے اور
وحشیان صحرا کی طرف باہر نکلے۔ اور مناجات کرنے لگے۔ کہ الٰہی بحق
اُس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کو تو آخرت میں مبعوث کریگا
میرے گناہوں کو بخش دے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول
فرمائی۔ یہ سُن کر عیاض رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ عفو
کو دوست رکھتا ہے۔ ہم نے تم سے عفو کیا۔ تب اہل شہر نے جواب
دیا کہ چونکہ تم نے ہم سے عفو کیا۔ تو اب ہم تمہارے دین کی طرف
رجوع کرتے ہیں۔ آخر ان میں سے اکثر اسلام لائے۔ اور بعضے جو
ان میں سے اسلام نہیں لائے تو ان پر سال آیندہ سے جزیہ باندھا
اس طرح پر کہ ہر ایک بالغ سے چار مثقال طلا یعنی فی بالغ چار
چار دینار سالانہ مقرر کیا اور اُن کے ہتھیار لے لئے اور ان کے مال
میں سے کچھ مال بھی ان کو حوالہ کر دیا۔ اور باقی لے لیا۔ اور ربیعہ کو
مسجد بنایا۔ جو بالفعل معروف بہ جامع ہے۔ پھر وہاں بارہ روز تک

قیام کیا اور صعصعۃ العبدی کو وہاں کا والی و حاکم کیا اور پانسو عرب اسی کے بنی عمام سے اُس کے تعینات کئے ؂

فتح اسکندریہ کا بیان

پطرک جب خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لایا تو اُن سے اپنا حال ابتداء سے انتہاء تک بیان کیا کہ کیونکر ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور تصدیق کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ پس خالد رضی اللہ عنہ اور مسلمان اس کے اسلام سے خوش ہوئے اور خالد نے کہا۔ کہ تو ارسطالیس بادشاہ سے کس واسطے آیا ہے؟ اس نے خالد سے کل حال بادشاہ ارسطالیس کا بیان کیا اور یہ خط بھیجا تھا۔ اُس نے منذر برقا کے پاس بطلب ملک کے تمہارے خوف سے بھیجا۔ اُس کیواسطے ملک کیماؤش نے اپنے بھائی اصطفانوس کو یہ جمعیت چار ہزار سوار کے بطور کمک کے اور میں نے سبقت کی اس پہ دریا میں بادشاہ ارسطالیس کی طرف تاکہ خبر دوں میں اس کو اس حال سے اور بھیجا مجھ کو ارسطالیس نے تمہارے پاس بطور ایلچی کے۔ وہ تم سے صُلح کرنا چاہتا ہے اور لڑنے کی خواہش نہیں رکھتا ہے۔ اور اُس نے کہا ہے کہ صُلح کر لو تم اس امر پر کہ وہ کسی قدر مال تم کو دیویگا۔ اور تمہاری ایک قوم عرب سے جن کو اُس نے گرفتار کیا ہے۔ ساحل بحر شام سے وہ تمہارے سپرد کریگا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سامنے

تمہارے کو رہائی دی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو قید سے اور یکجا کر دیا ہم کو اور اُن کو اور غالب کیا ہم کو قبط ہمراہیان بادشاہ پر۔ پس مار ڈالا ہم نے سات سو سوار کو اور نیرہ سو مرد کو قید کر لیا۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے اُن قیدیوں کو پطرک کے سامنے لانے کا حکم دیا۔ اور وہ قیدی لائے گئے۔ خالد نے اُن کو اسلام لانے کی فہمائش کی۔ اکثروں نے اُن میں سے انکار کیا جس نے اسلام قبول کیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اُسے چھوڑ دیا۔ اور اس کے ساتھ نیکی کی۔ اور جس نے اسلام سے انکار کیا خالد رضی اللہ عنہ نے اُس کی گردن زدنی کا حکم دیا ؛

راوی کہتا ہے کہ پطرک خالد رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کو سلام کر کے ارسطالیس بادشاہ کی طرف پھرا۔ اور کہا کہ جان تو اے بادشاہ کہ وہ یہ قوم نہیں کہ جیسی مملوک ہو سکتی ہے برگزیدگی اُن کی اور وہ ہوشیار اور احتیاط کرنے والے ہیں۔ پھر آگاہ کیا اس کو حال اس کے ساتھیوں اور رہائی اُن مسلمان قیدیوں سے جن کو بھیجا تھا اُس نے بجانب یزجاج کے۔ پس جب بادشاہ نے یہ حال پطرک سے سُنا۔ اُس کے ہاتھ میں جو چیز تھی وہ گر پڑی اور اس کو اپنے ملک کے زوال کا یقین ہو گیا۔ اُس نے اپنے ارباب دولت سے کہا۔ تم ہوشیار ہو جاؤ اپنی جانوں پر واسطے پیش آنے اور ٹھہرنے ان عرب کے۔ گویا ملک کیا دش حاکم برقا آگیا ہے تمہارے پاس۔ پس لڑو تم ساتھ مضبوط دلوں کے۔ اور اسرار پاک اور لطیف کے اور تم کو مسیح مدد دینگے۔

راوی کہتا ہے کہ وہ رات بادشاہ نے بہ نیت لڑائی کاٹی اور اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کا قصد کیا +

ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ بادشاہ ارسطالیس نے باقی رات غمگین حالت میں کاٹی۔ پس جب وہ دریائے خواب میں غرق ہوا اور آنکھیں اس کی بند ہوئیں۔ تو اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سامنے ایک شخص سرخ و سفید و خوبصورت پہنے کا جوڑا آیا۔ اور اس کے ساتھ ایک شخص اور ہے ظاہری خوبی اور پاکیزگی کا بہت نور والا تمکین صورت نیک پیدائش نورانی صاحب ہیبت و بزرگی تھا۔ اس مرد سرخ و سپید نے ارسطالیس سے کہا کہ اے بادشاہ میں مسیح بیٹا مریم کا ہوں اور یہ جو میرے پہلو میں ہیں وہی نبی عربی ہیں۔ جن کی بشارت دی تھی میں نے قبل ان کے مبعوث ہونے کے محمد عربی سردار پیغمبروں کے اور خاتم الانبیاء ہیں۔ پس جو ان پر ایمان لادیگا ہدایت پاویگا اور جو انکار کرے گا ان کی نبوت کا وہ گمراہ ہوگا اور بھٹکتا پھریگا۔ اور ہم ان اصحاب کی امداد کے واسطے آئے ہیں۔ اور مقام ہمارا اُس قبہ میں ہے جو برج پر ہے +

روایت ہے کہ وہ قبہ ایک بلند برج پر قریب دروازہ اخضر کے تھا پس اگر تو میری امت سے ہے تو ایمان لا ان کا اور ان کی نبوت کا۔ راوی کہتا ہے کہ جب اسکندریہ کو بنایا تو نام اس کا اپنے نام پہ رکھا تھا۔ پس جب تعمیر کیا اُس برج کو اور رکھا تھا اُس پہ وہ قبہ

اس میں خضر رہتے تھے۔ اور اسکندریہ نے دروازے کو بنایا تھا اور نام اس کا باب الاخضر رکھا جیسا کہ تھا وہ اصل برج میں اور خضر رہتے تھے وہاں اور یہ دروازہ قیامت تک مشہور رہے گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خواب میں بادشاہ سے یہ حال کہا اور وہ دونو شخص ایک ہی ساتھ چلے گئے۔ تو اپنے خواب سے بیدار ہوا حالانکہ وُہ خواب سے خوفناک تھا۔ جب صبح ہوئی بادشاہ اپنے امرا اور وزراء اور اکابر دولت کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اُن سے بیان کیا۔ اُن لوگوں نے کہا کہ اے بادشاہ یہ خواب شوریدہ اور پریشان ہیں۔ اور نہیں ہو سکتے ہیں مسیح ان لوگوں سے جو چلیں ساتھ نبی عربی کے۔ حالانکہ وہ نبی مسیح کے ہیں۔ بادشاہ نے ان کی باتیں سُن لیں اور آمادہ جنگ ہوا اور اس کے نقارے بجائے گئے اور اس کی کرناؤں نے شور کیا اور اُس کے نشان بلند کئے گئے۔ اور اس کا لشکر آراستہ ہو کر وہ صفوں میں سوار ہوا +

مسلمانوں نے جب لشکر قبط کو دیکھا کہ سوار ہوا ہے اور صف بندی کی ہے تو انہوں نے بھی لڑائی کے سامان کو سمبھالا اور سوار ہو کر صفوں میں آراستہ ہوئے۔ اور خالد رضی اللہ عنہ ان کو آراستہ کرتے اور ان کو نصیحت کرتے اور برانگیختہ کرتے تھے ان کو جہاد پہ اور ان کی صفیں قریب دروازہ اخضر اور دریا کے تھیں اور ارسطالیس بادشاہ اپنی صلیب کے نیچے ٹھہرا اور وہ قبے کو دیکھتا تھا تو قبے پر نور ظاہر

اور روشن نظر آتا تھا۔ پس اس کو اپنی خواب کا خیال آیا۔ جو وہ رات
کو دیکھ چکا تھا۔ اُس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی جو مَیں نے اپنے خواب
میں دیکھا ہے وہ سچ ہے اس میں شک نہیں ہے +

محمد بن اسحاق راوی نے بسلسلہ راویوں کے اخوص سکاکی
سے روایت کی ہے کہ کہا اخوص نے کہ مَیں خالد بن الولید کے لشکر
میں بروز لڑائی اسکندریہ کے موجود تھا۔ پس جب ہم ٹھہرے لڑائی
کی ہر جگہ میں اور برابر ہوئیں صفیں دونوں لشکروں کی اور ہم نے
عزم کیا تھا حملے کا کہ اسی وقت نکلا ہماری طرف کو لشکر قبط سے ایک
بطریق بڑی ڈیل کا جس کے بدن پر ایک زرہ سنہری کام کی تھی
جس میں طرح طرح کے جواہر جڑے تھے اور وہ اچھے عربی گھوڑے
پر سوار تھا۔ اور ہتھیاروں میں پورا تھا۔ پس جب وہ دونوں صفوں
کے درمیان ٹھہرا تو اُس نے ساتھ زبان فصیح عربی کے پکار کر کہا
اے گروہ عرب کے پھر جاؤ تم ہماری طرف سے کیونکہ ہم تم سے
لڑنا نہیں چاہتے۔ پس تم ہمارے ملک سے مصر اور سعید اور اکثر
مقامات زلف کے مالک ہو گئے۔ اور ہمارے پاس اب تھوڑا
ملک باقی ہے۔ اور ہم جھگڑا نہ کرینگے تم سے اس چیز میں جو لے لی
ہو تم نے ہم سے اور تبعیت کریں گے تمہاری باقی ملک میں پس
مصالحہ کرو گے تم ہم سے تو مصالحہ کریں گے ہم تم سے ایسا کہ رجوع
کریگی بہتری اُس کی ہم پر اور تم پر۔ اور عدل کرو تم ہمارے

ساتھ اور نہ ظلم کرو تم ہم پر صلح ہیں ۔ پس اگر انکار کرو گے تم اس امر سے تو پیش آویں گے ہم تم سے بھید دل پاک اور دلوں مضبوط کے اور پھیر دیں گے ہم تم کو تمہاری پُشتوں کی طرف یہاں تک کہ شکست اُٹھانے والے ہو گے تم اور بیچ دامنوں اپنی ذلت کے بھاگنے والے ہو گے ۔ اس واسطے کہ نہیں دشمنی کی کسی نے اس دین کے لوگوں سے مگر یہ کہ ذلیل ہوا وہ اور شکست اُٹھائی اس لئے کیونکہ ہم ایسی قوم ہیں جن کے واسطے کنیسے اور صومع اور قس اور رہبان اور انجیلی اور مذبح اور صلبان ہیں ۔ پس تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے ؟

راوی کہتا ہے کہ یہ گفتگو کرنے والا بادشاہ ارسطالیس پسر مقوقش کا تھا ۔ ابھی وہ اپنی کلام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف نکلے اور جواب دیا کہ سختی ہو تجھ پر اظہار بڑائی کا کیا تو نے ساتھ ایسی چیز کے جو پھیرے گی تجھ کو ہلاکی کی طرف اور عذاب میں ڈالے گی تجھ کو بڑے گھر میں ۔ سختی ہو تجھ پر آیا بڑائی کرتا ہے تو ہم پر ساتھ کفر اور نافرمانی اور عبادت صلبان اور شرک ساتھ رحمان کے ۔ اور ہم لوگ صاحب پرہیزگاری اور ایمان اور راستگاری اور خوشنودی خدا اور قبلہ و قرآن اور حج اور احرام اور نماز اور روزہ ہیں ۔ دین ہمارا بہتر اور بزرگ و بہتر کا ہے ۔ اور نبی ہمارے مبعوث

ہوئے ساتھ معجزات اور بیان اور آیات اور بُرہان کے ایسے تھے وُہ
جن پر قرآن اُترا جس نے تبعیّت کی وہ بخشش کو پہنچا اور جو اُن کی
بحث اور دلیل سے پھرا۔ وہ ساتھ غضب کے پھرا ایسے پاداش کی
دینے والے سے کہ ہے وہ اور نہیں ہے مکان اُس کے واسطے اور نہ
دہر و زمان ہے اُس کے واسطے گواہی دی اُس نے اپنی ذات پر
اپنی ربوبیت کی اور ازلیت اپنی صفات کی اور احدیت اپنی ذات
کی اور ہمیشگی اپنے ملک کی۔ غلبہ اس کا ظاہر ہے اور تدبیر اس
کی استوار ہے اور حکم اُس کا مضبوط ہے عرش اُس کا بلند ہے۔
صفت اُس کی نادر ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے
اور نہ اُس کی ذات کے واسطے کوئی حد مقرر ہے اور نہ اس کی بقا
کے واسطے کوئی وقت شمار کیا گیا ہے۔ فروتنی کرتے ہیں۔ گردنیں
جُھکاتے ہیں اس کی بزرگی کے آگے۔ اور ذلیل ہیں قوی لوگ مقابلہ
اس کی قوت کے۔ نہیں گھیرا جا سکتا ہے کمال اس کا۔ اور نہیں
نیست ہوتی ہے بخشش اور عطا اُس کی۔ اور نہیں معدوم ہوتی
ہے بزرگی اُس کی۔ سختی ہو تم پر کیونکر خوش اور اچھا معلوم ہو۔ تم
لوگوں کو کفر ساتھ اس کی معبودیت کے اور شرک ساتھ اُس کی
ربوبیت کے۔ اور یہ کہ مقرر کرو تم واسطے اللہ کے بیٹے کو اُس
کی وحدانیت میں۔ پھر پڑھی انہوں نے یہ آیت یَوْمَ یُحْشَرُ
اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔ پھر کہا شرحبیل

بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں۔ کہ جس وقت قسم دلادیں وہ اس پر۔ اس امر کی طرف کہ ریزہ ریزہ کردیوے اللہ اُن کے واسطے اِس دیوار شہر پناہ کی طرف پس وہ دیوار زمین پر گر پڑی۔ اور گھر اور عمارتیں شہر کی دکھائی دیں ❖

راوی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے اعضاء کانپنے لگے۔ پھر اُس نے اپنا گھوڑا اپنے لشکر کی طرف پھیرا اور اِس حال کے دیکھنے سے قبطیوں کے دل ڈر گئے اور اس معاملے سے جو انہوں نے دیکھا حیران و ششدر رہ گئے۔ اور اپنے خیموں کی جانب پھرے اور اُنہوں نے لڑائی کا ارادہ نہ کیا اور اسی طرح پر مسلمان بھی اپنے خیموں کی طرف پھر گئے۔ جب وہ دن گذر گیا اور رات ہوئی بادشاہ خزانہ اور جو چیز اس کو عزیز تھی اور لونڈیاں مع اپنے اہل و عیال کشتیوں میں سوار ہو کر اُسی رات بارادہ جزیرۂ قریطش کے روانہ ہوا ❖

جب صبح ہوئی شہر میں بادشاہ کے بھاگ جانے کا شور برپا ہوا۔ اور قبطیوں کے بعض رئیس بعضوں کے پاس جمع ہو لئے اور انہوں نے کہا کہ بادشاہ نے پیٹھ پھیری اور یہاں سے چلا گیا۔ اور آج ہمارے لئے کوئی ایسا نہیں جو ہم سے مدافعت کرے۔ اور تحقیق مسلمان قوم ہم سے باز رہی ہے اور اگر وُہ ہماری طرف داخل ہونا چاہتے تو داخل ہو جاتے۔ لیکن وُہ

ایسی قوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت اور مہربانی کو اُن کے دلوں میں ٹھہرایا ہے۔ پس اب تم لوگ ہمارے ساتھ چلو ان کے پاس تاکہ ہم اپنے لئے اُن سے عہد اور ذمہ داری لیویں۔ اور ہم ان سے ہم اپنے شہر کے واسطے صُلح کر لیں۔ اپنے لڑکے بالوں کو بچاویں۔ اُس چیز پر جس پر ہمارے اور اُن کے درمیان اتفاق واقع ہو ❊

راوی کہتا ہے کہ رائے اکابر اس امر پر متفق ہوئی اور وُہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف نکل کر سردار خالد بن الولید کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بعد اجازت اُس شخص نے خالد کو سلام کیا جو عربی زبان جانتا تھا۔ خالد نے سلام کا جواب دیا۔ اور ان کے آنے کا سبب پوچھا اور کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ پس اکابروں میں سے وہ لوگ آگے بڑھے۔ جو عربی زبان جانتے تھے اور کہا انہوں نے کہ اے سردار تم کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر غلبہ کیا بسبب سچائی اور صفائی تمہارے دلوں اور نیتوں کے۔ اس واسطے کہ تم ایسی قوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو تمہارے دلوں میں ٹھہرایا ہے۔ اور ہم تم سے اس امر کو چاہتے ہیں۔ کہ معاملہ کرو تم ہم سے شفقت کے ساتھ۔ اور ہماری طرف مہربانی کی آنکھ سے دیکھو اور ہم میں عدالت کے ساتھ حکم کرو۔ اُن لوگوں کے طریقہ پر جو پیشتر تمہارے تھے ہمارے ساتھ قوم روم سے ❊

خالد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں ہم وہ قوم ہیں کہ ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے رحمت کو اور غلبہ دیا ہم کو ساتھ نشانیوں ہمارے دین کے اور مدد دی ہم کو دشمنوں پر۔ اور ہم تمہارے ساتھ وہ معاملہ کریں گے جیسے کہ جاری ہوئی ہیں عادتیں ہماری ساتھ تمام ان لوگوں کے جن کے شہر ہم نے فتح کئے۔ اور اگر اب ہم تمہارے شہر میں بزور شمشیر داخل ہونا چاہیں تو ہو سکتے ہیں اور یہ امر ہم پر آسان ہے۔ لیکن بہتر آدمیوں کا وہ ہے جس نے قدرت پائی اور معاف کر دیا۔ تمہاری صلح پر ہم ایک لاکھ دینار چاہتے ہیں تمہاری اچھی اور بہتر باتوں سے اوپر صلح کے تمہاری جانوں اور اہل و عیال پر۔ اور بعد اس کے بلا دیں گے ہم تم کو اسلام۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی طرف۔ پس جو کوئی تم سے اس امر کو قبول کرے گا تو ہمارا اور اس کا یکساں حال ہوگا۔ اور جو اسلام سے انکار کرے گا۔ ہم اس سے جزیہ لیں گے آیندہ سال سے فی کس تم سے اور لڑکے بالغ سے چار دینار۔ اور ہم تمہارے لئے یہ شرطیں ٹھہرائیں گے۔ جو تم کو قبول کرنی ہوں گی۔ تم سے کوئی کسی جانور پر سوار نہ ہو۔ اور مسلمانوں کے گھروں سے اپنے گھر کو بلند نہ کرو اور بلند آواز نہ کرو تم مسلمانوں پر۔ اور اسلام میں کوئی کنیسہ اور نہ کوئی دیر۔ اور نہ تازہ کرو اس عمارت اور اس چیز کو جو تمہاری رسومات تمہارے دین اور

شریعت سے پرانی ہوگئی ہو اور عاجزی اور فروتنی کے ساتھ
مسلمانوں کے ساتھ ملاقات رکھو اور تم ان کی اجرائی حاجتوں کو
اور اس چیز کی جو وہ اپنی بہتری حال کے واسطے چاہیں جلدی کرو
اسلام اور اس کے لوگوں کی تعظیم کرو۔ اور جو کوئی تم میں سے
بدنگاہ کریگا۔ تو ہم اس پر حد جاری کریں گے۔ اور جو ہمارے عہد
اور قول سے پھر جاوے گا تو ہم اس کو مار ڈالیں گے۔ اور زناروں
کو اپنی کمروں میں واسطے اظہار دین اور شناخت اپنی عبادت
کے باندھو اور نہ بجاؤ تم ناقوس اور نہ صلیب کو بلند کرو اور نہ
قوت اور نہ غلبہ چاہو درمیان مسلمانوں کے ساتھ کسی چیز کے اپنے
دین اور کفر کی باتوں سے۔ اور جب تم اپنے کنیسوں میں نماز
پڑھو تو انجیل پڑھنے میں آواز بلند نہ کرو ؛

ان لوگوں نے کہا کہ اے سردار ہم کو اپنا دین چھوڑنا دشوار
ہے۔ اور وہ چیز جس پر پہلے ہمارے باپ دادا تھے ؛

خالد رضی اللہ عنہ ان کی باتوں سے ہنس کر یہ آیت پڑھنے لگے
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ
مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ؁
یعنی جب کہا جاوے اُن کو چلو اس حکم پر جو اُتارا اللہ تعالیٰ نے کہیں
نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں
کو بھلا اور جو شیطان چلاتا ہو ان کو دوزخ کی نار کو ؛

پھر انہوں نے کہا - اے سردار تحقیق منظور کیا ہم نے جو تم نے
کہا اور ہم تم سے یہ چاہتے ہیں تم ہم پر اپنے ہمراہیوں سے ایک
مرد کو حاکم مقرر کرو - یہاں تک کہ وہ مال جو تم ہم سے مانگتے ہو -
یکجا ہو جاوے - خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھیوں
کا حال نہیں جانتے - اور ہم کو معلوم نہیں کہ اُن میں سے کون
صاحب مقدور ہے اور ضعیف و غریب کون ہے - پس تم اپنے
رئیسوں سے ایسے شخص کو تجویز کرو جس کو تم مال کے یکجا کرنے
کا مختار جانتے ہو اور تم ان لوگوں پر اس کو مقرر کرو اور اس
کے ساتھ ایک شخص ہمارے ہمراہیوں سے رہیگا - کہ وہ اس کو
اس کام میں مدد دیگا - ان لوگوں نے کہا کہ اچھا - پھر قبطیوں
میں سے ایک رئیس کی طرف جس کا نام شیا بن شامس اور
رئیس اور پیشیر و تھا اشارہ کیا اور بحکم خالد رضی اللہ عنہ ان لوگوں
پر اس کو حاکم مقرر کیا - خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے
قیس بن سعد کو مقرر کر کے فرمایا - کہ یہ دونوں مال یکجا جمع کریں -
اور کہا اس لئے کہ جو کوئی تنگ حال اور ضعیف ہو اس کو چھوڑ
دو اور ہر مرد سے تم اس قدر لو جس کا وہ متحمل ہو اور نیکی کرو تم کہ
اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ظلم نہ کرو تم
کسی محتاج اور رانڈ یتیم پر ؁

راوی کہتا ہے کہ قیس بن سعد بہ حکم خالد شہر میں داخل ہوئے

اور مال کے اکٹھا کرنے میں متوجہ ہوئے۔ اور ہر مرد سے اتنا لیتے تھے جس کا وہ متحمل ہوتا تھا۔ اور جو تنگ حال اور ضعیف تھا اُس کو چھوڑ دیتے تھے۔ راوی نے بہ سلسلہ راویوں کے ماذن بن شبیث سے بیان کیا ہے۔ شبیث نے کہا کہ شیا بن شامس اور قیس بن سعد جب شہر میں داخل ہوئے تو اس وقت میں وہاں موجود تھا۔ یہاں تک کہ وہ مال تحصیل کر کے باب الرشید کے قریب قصر مقوقش میں آ گئے۔ اس وقت شیا بن شامس نے اپنے غلاموں کو مال اکٹھا کرنے پر مقرر کیا۔ اور انہوں نے ہر ایک سے اس طرح حصہ لینا مقرر کر رکھا تھا کہ ان میں جو بہت بڑا دولت مند اور مالدار تھا اس کا حصہ دس قیراط کے برابر ہوتا اور اوسط مالدار کا حصہ قیراط۔ اسی وقت ایک شخص کے پاس جس کا نام ذبیس بن مقوقس تھا آئے وہ اپنے وقت کے لوگوں میں بڑا بخیل تھا اور یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کس قدر مال اور نعمتوں اور ملک کا مالک ہے۔ پس شیا بن شامس نے جو خراج جمع کرنے پر مامور تھے اُسے کہا کہ بہ تحقیق تجھ پر اس حصہ سے ایک دینار واجب ہوا۔ اس نے کہا قسم ہے حق مسیح کی کہ میں ہرگز اس کو ادا نہ کروں گا۔ اگرچہ مر جاؤں اور عرب کو دینے کی نسبت میرا کنیسے پر صدقہ دینا بہت اچھا ہے۔ پس کہا اس سے قیس بن سعد نے کہ تیرا بُرا ہو۔ جو کچھ لیتے ہیں ہم تجھ سے وہ حلال ہے نہ حرام۔ تو جانتا ہے

کہ ہم لوگ تمہارے شہر میں بزورِ تلوار داخل ہوئے ہیں آیا نہ مارا جاتا تو
اور تیرا مال پہلے لوٹا جاتا ۔ پس کہا شبابن شامس نے اُس بطریق
کو کہ خدا بھی تجھے غارت کرے ۔ اسکندریہ کے سب لوگ تجھ پر لعنت
کرتے ہیں ۔ اور تجھے جانتے تھے کہ تو ایسا محتاج تھا کہ دنیا کی کسی
چیز پر قدرت نہیں رکھتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے
تمہاری روزی میں کشائش دی ۔ اس ملعون نے کہا کہ یہ بات
نہیں ہے میں باپ دادا کے مال کا وارث ہوں ۔ مجھ پر اللہ تع
کی کوئی بزرگی اور مہربانی نہیں ہے ۔ پس قیس بن سعد اُس کے
اس کلام سے برہم ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک لکڑی جو اُن
کے ہاتھ میں تھی ۔ اُس کو ماری اور کہا کہ اے دشمن خدا اور رسول
تو جھوٹا ہے ۔ بلکہ بزرگی اور احسان خالص اللہ کے لیئے ہے کہ وہ
ہم کو اپنی مہربانی اور احسان سے روزی دیتا ہے اور فراخ کیں
اُس نے ہم پر اپنی نعمتیں اور اگر شمار کرو تم سب لوگ اللہ تعالیٰ
کی نعمتوں کا تو نہ گن سکو گے یعنی بے عد و حساب ہیں ۔ اَللّٰھُمَّ
اِنَّہٗ جَحَدَ نِعْمَتَکَ وَکَفَرَ بِھَا فَانْزِعْھَا عَنْہُ یعنی
اے اللہ تحقیق اس نے انکار کی تیری نعمت سے اور ناسپاسی کی
پس دور کر دے تو اپنی نعمتوں کو اس سے ؛

راوی کہتا ہے کہ قسم ہے خدا کی ابھی وہ دن نہیں گذرا تھا ۔
کہ خبر آئی کہ املاک اس کی گر پڑی اور اس کی بکریاں مر گئیں ۔

اور اس کے باغات سُوکھ گئے ۔ اور سب مال اس کا جاتا رہا۔ پس
کہا قیس بن سعد نے اللہ اکبر! یہ بات اُسی کی ہے جو سُنی تھی
مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ میرے پہلو میں بیٹھے تھے ۔ پس فرمایا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے ۔ ایک کوڑھی
جس کا بدن سفید تھا دوسرا گنجا تیسرا اندھا ۔ اللہ بزرگ اور
غالب نے چاہا کہ ان کی آزمائش کرے ۔ اس کے پاس ایک
فرشتے کو بھیجا اور پہلے وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس گیا ۔ اور اُس سے
کہا کہ کونسی چیز تم کو پیاری ہے ؟ اُس نے کہا کہ میرے بدن کی
جلد اچھی ہو ۔ پھر فرشتے نے اُس کے بدن پر ہاتھ پھیرا اور اس
کا مرض جاتا رہا ۔ اور خدا تعالےٰ نے اُس کے بدن کی جلد اچھی
کر دی ۔ پھر اس کو فرشتے نے کہا کہ کونسا مال تم زیادہ عزیز ہے
اُس نے کہا کہ اونٹ پھر اس کو فرشتے نے ایک اونٹنی دس مہینے
کی دی ۔ اور کہا کہ تجھ کو اللہ برکت دے ۔ اور پھر وہ فرشتہ گنجے
کے پاس پہنچا ۔ اور کہا کہ تو کونسی چیز زیادہ دوست رکھتا ہے اُس
نے کہا کہ اچھے بال ۔ پس فرشتے نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور
اس کا مرض جاتا رہا ۔ اور کہا کہ تو کس مال کو زیادہ عزیز رکھتا ہے
اُس نے کہا کہ مادہ گاؤ ۔ پھر اس کو مادہ گاؤ حاملہ دی اور کہا کہ
خدا تجھ کو اس میں برکت دے ۔ اور پھر فرشتہ اندھے کی طرف آیا

اور کہا کہ کونسی چیز تجھ کو پیاری ہے۔ اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری
بصارت کو پھیر دے تاکہ میں اُس کے سبب لوگوں کو دیکھوں پھر
فرشتے نے اُس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اس کو بینائی دی
پھر اُس کو کہا کہ کون سا مال تمکو عزیز ہے؟ اُس نے کہا بکری۔ پھر
اُس کو بکری حاملہ دی۔ اور کہا خدا تجھ کو اس میں برکت دے۔
اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد اس
کے وہ تینوں آپس میں مل گئے۔ کوڑھی کی اونٹنی اور گنجے کی گائے
اور اندھے کی بکری نے بچے دئے۔ پھر وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس
فقیرانہ صورت بن کر آیا اور کہا کہ اے شخص میں اللہ کی راہ میں
تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ بواسطہ اُس کے جس نے دی تجھ کو
جلد اچھی اور اچھا رنگ اور مال) ایک اونٹ کا کہ پہنچ جاؤں
میں اُس پر اپنے سفر میں۔ اُس نے کہا مجھ پر حقوق حقداروں
کے بہت ہیں۔ فرشتے نے کہا۔ میں تجھ کو پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی
نہ تھا کہ لوگ تجھ کو پلید اور نجس جانتے تھے اور تو محتاج تھا۔ پھر اللہ
تعالیٰ نے بخشش کی تجھ پر۔ اس نے کہا کہ میں اس کے مال کا وارث
نہیں ہوا۔ بلکہ میرا مال باپ دادا کی میراث سے ہے۔ فرشتے
نے کہا تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو
پہلے تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے پھر اس کو کوڑھی کر دیا۔ اور پھر فرشتہ
گنجے کے پاس بلباس فقیری گیا۔ اور اس سے بھی ویسا ہی کہا

جیساکہ کوڑھی سے کہا اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ پھر فرشتے نے کہا کہ اے پروردگار میرے اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے ویسا ہی کر دے جیساکہ پہلے تھا۔ فرشتے کے کہتے ہی وہ پھر گنجا ہو گیا۔ اور پھر فرشتہ اندھے کے پاس بہ لباس فقیری آیا۔ اور کہا کہ میں غریب اور مسافر ہوں میں نے پہاڑ کا سفر طے کیا ہے۔ اب کوئی چیز سوائے اللہ کے میرے پاس نہیں کہ جس سے اپنے وطن کو پہنچوں۔ تجھ سے سوال کرتا ہوں (بواسطہ اُس کے جس نے تجھ کو بینائی بخشی اور مال دیا) ایک بکری کا۔ اس کے سبب سے میں پہنچ جاؤں اپنے سفر کو۔ اُس نے کہا کہ پہلے میں اندھا تھا پھر اللہ نے مجھ کو بینائی عطا کی اور اسی نے مال عطا کیا لے جو جو تجھ کو منظور ہے۔ قسم ہے خدا کی میں تجھ سے انکار نہ کروں گا آج کے دن کسی چیز سے جس کو تو اللہ کی راہ میں لیویگا۔ پھر فرشتے نے کہا کہ رکھ تو اپنا مال میں فقیر نہیں ہوں۔ بلکہ آزمائش کرنے والا ہوں۔ پس اللہ تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دونو ساتھیوں پر خشمگین ہوا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مال جمع ہوا اور وہ لوگ مال کو لے کر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ پھر خالد نے مال لے لیا۔ تو وہ شہر میں داخل ہوئے ان کے بڑے گنبیہ کو جامع مسجد بنایا۔ اور چار کنیسوں کو اُن کی دینی رسمیں ادا کرنے کے لئے چھوڑا اور عمرو بن العاص کو خط لکھا۔

جب عمرو بن العاص کو خط پہنچا۔ اور پڑھا اُنہوں نے۔ تو بہت خوش ہوئے اور مصر میں ابا ذر غفاری کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ حاکم مقرر کیا۔ اور عمر بن العاص نے اسکندریہ کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر اُس میں ایک مسجد بنائی جو مسجد اب تک جامع عمرو بن العاص کے نام مشہور ہے ؂

قلعہ ماروبن کی فتح کا بیان

روایت ہے سواد بن کثیر سے اس نے روایت کی یوسف بن عبد الرزاق سے اُس نے کامل سے اس نے مثنےٰ بن عامر سے اُس نے اپنے جد سے کہ جب مدائن خابور پر بطریق صلح کے فتح ہوئی اور خبر قتل ملک شہر یاصن صاحب ارض ربیعہ (وعین وردہ وراس العین) کو پہنچی تو اسے سانحہ عظیم گذرا اور بہت بڑا صدمہ ہوا۔ تب اس نے اپنے ارکان دولت اور ارباب سلطنت کو (جبکہ وہ عرِبض الطیر کے درمیان تھا) جمع کیا۔ چنانچہ ان سے کہنے لگا کہ ہمارے املاک سے یہی دو تین ۔۔ ائن وغیرہ ہیں۔ جن کا میں مالک ہوں اور تمام تو نصرانی عرب ہمارے یہاں سے چلے گئے ہیں اور جمعیت ہماری شکست ہو گئی ہے اس میں تمہاری کیا رائے ہے ؟

یہ سن کر بطریق توتا (نصرانیوں کا رئیس تھا) نے جواب دیا

اے ملک تحقیق عرب کی لڑائی ہم سے ضرور ہونی ہے - اور بیشک ہم بھی ان سے لڑنے کو تیار ہیں - فتح و شکست خدا کے ہاتھ ہے جس کو چاہے گا عطا کرے گا - مگر اب سوائے اس کے اور کچھ میری رائے میں نہیں آتا ہے کہ اپنے بیٹے عمرو کا عقد ملکہ یا بہ دختر آرسوس بن جارس (صاحب ماروین) دمرین یعنی "قلعۃ المرأۃ" سے کر دیجئے - ان دونوں مذکورہ بالا قلعوں کے بنانے کا سبب یہ تھا کہ یہ شخص آرسوس بن جارس اہل طبرزندہ سے بڑا شجاع بہادر دولاوریکتا تھا - یہی شخص ارسینہ کا پہلا بادشاہ ہوا اور ہمیشہ جب چاہتا - تو بلاد روم میں غارت گری و ڈاکہ زنی کیا کرتا تھا - ان بلاد کے باشندوں نے آخر تنگ آکر بادشاہ اعظم کے حضور میں فریاد کے طور پر عرضی لکھی - بروقت پہنچنے عرضی کے ہرقل بادشاہ نے اس کے پاس ایک شخص انطاکیہ سے ربیعہ میں بھیجا - اس نے اُسے کہا کہ تو اپنے رہنے کے لئے ایک گڑھی بنالے - پھر جب وہ زمین جس ماروین میں گیا - اور نیچے اترا تو ناگاہ ایک ٹکڑا پہاڑی کا (جہاں آگ فارسیوں کی روشن تھی) نظر آیا - اور اس مقام میں فارس کے عابدوں میں سے دیبن نام ایک عابد رہتا تھا - جو کثرت عبادت کے باعث فارسیوں کے درمیان مشہور تھا اور انتہائے بلاد خراسان وعراق سے عمدہ عمدہ چیزیں اور تحفے اس کے لئے آیا کرتے

تھے۔ چنانچہ آرسوس اس کے پاس اُتر کر ہدیے اور تحفے لے گیا اور اپنی سکونت بھی وہیں اختیار کی۔ غرضیکہ آرسوس اور عابد مل کر اکٹھے رہنے لگے۔ آرسوس نے ایک روز تنہا پاکر اُسے قتل کر ڈالا اور زمین میں خفیہ گاڑ دیا۔ جب وہاں کے باشندوں نے اس عابد کو نہ پایا تو گمان کیا کہ دیرین عابد کہیں جاکر مر گیا بعد ازاں آرسوس نے اس جگہ ایک بڑا آتش خانہ بیت النار کے نام سے تیار کر کے اس کو اپنا حصین قرار دیا۔ ماریہ نام اس کی دختر نے جب دیکھا کہ میرے باپ نے ایک مکان بنا کر ایک گڑھی مقرر کی ہے اور اس میں بیت النار بھی ہے تو اس لڑکی نے اس کے مقابل دوسرا مکان بنا کر اس کو اپنا قلعہ ٹھہرایا اور اس میں اپنا سارا مال خزانہ اور تمام ذخیرہ جمع کیا اور اس کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اس سے شادی کا خواستگار ہوتا۔ تو وہ اس کو ادنےٰ وکمتر سمجھ کر انکار کر دیتی قلعہ ماروین کے قریب پہاڑ پر ایک دیر میں ایک راہب ویرانی قنزھا نامی مجرد و تنہا رہا کرتا تھا۔ اور وہ صورت شکل میں بہت حسین تھا۔ چنانچہ ایک روز وہ دختر اس ویرانی یعنی قنزھا عابد کی زیارت کو آئی۔ جب اس کو دیکھا تو اُس کی عاشق ہو گئی اور اُس کے پاس آنے جانے لگی۔ اور اُن کی یہاں تک بے تکلفی ہوئی۔ کہ وہ دونوں صحبت کرنے پر راضی ہوئے۔

اور اُن دونوں نے آپس میں مباشرت کی اور وہ دختر اُس سے حاملہ ہوگئی۔ جب حمل کے دن پُورے ہوئے تو خفیہ بیٹا جنا۔ اور اس کو چھپاکر اپنی دایہ محرم راز کے سپرد کیا۔ اور اُس سے کہا کہ تو اس لڑکے کی کیوں کر پرورش کرے گی۔ مَیں اگرچہ اس کو چاہتی نہیں ہوں۔ مگر اس کو قتل کرنا بھی نہیں چاہتی۔ اس واسطے اگر میرا باپ یہ ماجرا سُن لے گا۔ تو اس کو اور مجھ کو دونوں کو قتل کر ڈالے گا۔ آخرکار اس کے لئے مال گراں بہا از قسم جواہر نکالا۔ اور اس کے گہوارہ میں رکھ دیا۔ اور اس پر یہ لکھ دیا کہ جو کوئی اس لڑکے کو لے گا۔ تو یہ مال اس کی پرورش میں خرچ کرے۔ بعد ازاں اس نے اس طفل کے بدن کا ملاحظہ کیا تاکہ کوئی علامت اس کی شناخت کر رکھے۔ ناگاہ اُس کے رُخسارے پر ایک داغ سیاہ بقدر پہن ناخن کے پایا اور اُس کا داہنا کان دیکھا تو کچھ بڑھا ہوا تھا۔ چنانچہ دایہ نے اُس کو اُٹھالیا۔ اور ہمراہ ایک غلام کے جو اسرار ملکہ سے واقف تھا۔ رات کو اندھیرے میں اُس قلعہ سے لے کر اُتری۔ جب وہ اس طفل کو اس قلعے کے نیچے لائی۔ اور شارع پر چلنے لگی۔ تو جاتے جاتے ایک پتھر کا ستون ملا کہ نصف سے زیادہ زمین میں دھنسا ہوا سیدھا کھڑا نظر آیا۔ دایہ نے اس ستون کے کسی سِرے پر گہوارہ طفل کا رکھ دیا۔ کیونکہ زمین پر رکھنے میں درندو

خوف رکھتی تھی - کہ اس کو کھا جاوینگے - بعدازاں وہ غلام اور دایہ اس طفل کو وہاں چھوڑ کر قلعہ کی طرف چلے گئے ۔

روایت ہے کہ قدرت آلہی سے ملک انطاق صاحب موصل شہریاض بادشاہ کی طرف سے برسم رسالت ارسوس بن جارس کے بھیجا گیا - اور اُس کا اُس راستے سے گذر ہوا - جہاں وہ ستون تھا - بچے کے رونے کی آواز سُن کر اپنے گھوڑے پر سوار اُس کے نزدیک گیا - تو ایک آدمی کا بچہ زرین پارچہ پیچیدہ دیکھ کر اُٹھا لیا اور ایک کنیز کو جو کہ ہمراہ سفر تھی حوالہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ اس بچے کی خوب حفاظت کر - شک نہیں کہ اس کے لئے کوئی شان ہے - اور اس میں کچھ اسرار نہاں ہے - بعد ازاں روانہ ہو کر صاحب ماروین کے پاس پہنچا اور وہاں سے جواب لے کر جب بادشاہ شہریاض کے پاس آیا - تو اس سے تمام ماجرا اس طفل کے عمود پر پانے کا بیان کیا - یہ سُن کر شہریاض نے کہا کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے وہ لڑکا مجھے دے جو میرے ملک کا وارث اور جانشین ہو - آخر وہ لڑکا اُس نے بادشاہ کو دے دیا - اور بادشاہ نے اس سے لے کر خواصوں اور دائیوں کے حوالہ کیا ان سب نے اس کی پرورش و خدمت گزاری کی یہاں تک کہ پرورش پا کر جوانی پر آیا اور گھوڑے پر خوب بیٹھنے لگا - بادشاہ نے بھی بہ سبب اسی وجہ تسمیہ کے کہ وہ بالائے عمود سے

دستیاب ہوا تھا۔ اس کا نام عمود رکھا اور تمام لوگ اُس کو ولد الملک پکارنے لگے۔ چنانچہ وہ بڑے ناز و نعم میں پلا۔ اور اُسے طریقہ آداب شاہی کا سکھلایا گیا۔ اور جو کچھ بادشاہوں کو ضرور ہے (مثل شہسواری و تیر اندازی اور گرفت و آویزش سے دشمن کو خمیدہ کرنا اور اسلوب جنگ اور پیچ بند خصم میں ڈالنا) ان سب فنون کی تعلیم پائی۔ اس کی یہاں تک شہرت ہوئی کہ لوگوں میں اس کا فخر ہونے لگا۔ اور وہ اپنے بلاد درود میں بہت کم قیام کرتا تھا۔ بلکہ اکثر سیر و شکار میں مصروف رہتا تھا۔ آخر کار راس المغارہ پر اس نے اپنے رہنے کے لئے ایک قصر بنایا۔ اور وہاں رہنے لگا۔ اور اس قصر کا نام اپنے نام سے قصر عمود رکھا۔ اُدھر ماریہ اس کی مادر کو اس بات کی کچھ خبر نہ تھی کہ اس کے فرزند کے ساتھ زمانے نے کیا کیا۔ جب اس بات کو کئی برس گذر گئے۔ تو لشکر اسلام بارادہ فتح ارض جزیرہ کے وارد ہوا تو بادشاہ نے اپنے اعیان دولت سے بامرعوب مشورہ کیا۔ تب توتا نے اس کو یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنے بیٹے عمود کا عقد ملکہ ماریہ سے کرا دیجئے۔ کہ وہ اس پسر کے لئے صلاحیت رکھتی ہے۔ اگرچہ عمر میں تیس برس کی ہے لیکن ابھی باکرہ ہے۔ اکثر شاہوں و شہزادوں نے اس کی خواستگاری کی مگر وہ کسی سے راضی نہ ہوئی۔ کیونکہ وہ اپنے سے کمتر سمجھتی ہے۔ جس وقت آپ

اُس کو اپنے بیٹے کے واسطے طلب کریں گے تو اس کا باپ اس امر سے منع نہ کرے گا۔ بلکہ وہ آپ سے اس کام کے کرنے میں بہت راضی ہوگا۔ بادشاہ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور توتا کو ہدیہ عظیم دے کر ارسوس بن جارس کی طرف روانہ کیا اور توتا سے کہا کہ تو ہی اس بات میں واسطہ ہو۔ چنانچہ توتا وہاں سے رخصت ہوا اور ارسوس کے پاس پہنچ کر باریاب سلام ہوا اور ہدیہ گذرانا۔ ارسوس نے وہ ہدیہ قبول کیا۔ اور توتا سے باتیں کرنے لگا۔ اس کے درمیان توتا نے اصل مطلب بیان کیا۔ ارسوس نے یہ بات قبول کی۔ مگر اس کے مہر میں یہ چار چیزیں طلب کیں۔ ایک لاکھ دینار دو قلعے بارعیہ وجملین اور بیس آدمی امرائے عرب سے تاکہ شب زفاف اپنی دختر کی ان امرائے عرب کو واسطے نذر مسیح کے قربانی کرے۔ توتا نے منظور کیا۔ بعد ازاں ارسوس اپنی دختر کے قلعہ میں گیا۔ اور اُس کے پاس پہنچ کر اس بات سے خبر دی۔ وہ بھی راضی ہوئی۔ تب ارسوس اپنی دختر کے پاس سے آیا اور راہبوں اور فارسیوں کو جمع کر کے اپنی دختر کا عقد عمود کے ساتھ کر دیا۔ اور ان کو احکام تقدیری سے کچھ خبر نہ تھی ؛

روایت ہے کہ جب توتا وہاں سے رخصت ہو کر شہریاض بادشاہ کی خدمت میں واپس آیا۔ تو جو شرطیں ارسوس نے

د درباره طلب قلعہ بارعبہ وجملین و لاکھ دینار اور ہیں امرائے عرب سے واسطے قربانی کے بہ شب زفاف اپنی دختر کے ، کی تھیں بیان کیں۔ ملک شہریاض اس بات سے خوش ہوا اور زرنقد تو بھیج دیا۔ اور بابت قلعتین یہ وعدہ کیا کہ زفاف واقعہ ہوگی تو وہ دو قلعے پدر عروس کے سپرد کر دوں گا۔ بعدازاں عمود کو اپنے پاس بلایا اور اس کو خبر دی۔ کہ مَیں نے تیرا عقد ارسوس بن جارس کی لڑکی سے کروایا ہے۔ اور تو آگاہ ہو اے فرزند کہ منجملہ ان کے روسائے عرب سے بیس آدمی بھی ہیں۔ پس تو تیاری کر اور لشکر ہمراہ لے اور قصد عرب کا کر۔ اور اس کی ہمراہی کے لئے توتا وزیر اور رودس حاکم حران کو بھی حکم دیا۔ اور اس نے تاکید کی کہ اگر قابو پاؤ تو عربوں کو گرفتار کر لو۔ غرض جہاں تک ہو سکے اس امر میں کوشش کرو۔ آخر وہ سب ہمراہ بیس ہزار مرد جرّار کے روانہ ہو لئے ؛

ادھر عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آکر وہاں کا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ رودس حاکم حران و توتا و عمود بن الملک دس ہزار آدمی کی جمعیت سے آپ کی طرف چلے آئے ہیں۔ اور اُن کا یہ ارادہ ہے کہ رات کو کسی وقت آکر تم کو گرفتار کر لیں۔ پس تم کو چاہیئے کہ تم لوگ اپنی حفاظت کے لئے بیدار و ہوشیار رہو۔ یہ سن کر عیاض بن غنم نے تمام صحابہ کو طلب کر کے اشارہ کیا

تب خالد بن الولید نے مشورہ دیا کہ آپ اسی وقت عبد اللہ بن غشان اور سہیل بن عدی کو لکھ بھیجئے کہ فوراً ہمارے پاس پہنچیں اور ہم ان کو خبردار کر دیں کہ دشمنوں نے ایسا کچھ قصد کیا ہے تاکہ وہ بھی اُن سے ہوشیار رہیں۔ اور ان کو نمائش کی جاوے کہ جب وہ لشکر اعدا کے قریب ہوں تو کمینگاہ میں پنہاں رہیں۔ تاکہ ان کو گرفتار کر لیں۔ اور اصحاب ان کی کمک کو پیچھے رہیں اور ہم لوگ بھی اُن کے دائیں بائیں کمینگاہ میں گھات پر بیٹھیں۔ تاکہ دفعتہً دشمنوں پر جا پڑیں۔ چنانچہ سب صحابہ نے اس مشورہ کو پسند کیا۔ اور بالاتفاق بولے۔ کہ یہ رائے باثواب ہے۔ آخر کار خالد دو ہزار آدمی جرار لے کر نکلا۔ اور اسی وقت عبد اللہ بن غشان اور سہیل بن عدی کو لکھا گیا۔ کہ لشکر خالد میں آکر شامل ہو جاویں۔ اور جو کام ان کے متعلق کرنا منظور تھا وہ اس خط میں درج کیا۔ اور وہ حکمنامہ سراقہ بن دارم کے ہاتھ روانہ کیا۔ وہ اسی روز اپنے ناقے پر سوار ہو کر ان دونوں مکتوب الیہا کے پاس نامہ لے کر پہنچا۔ انہوں نے نامہ پڑھ کر اسی ساعت کوچ کیا۔ اور ادھر صحابہ کو بھی ان کی روانگی سے خبر ملی تو سوار ہو کر چلے۔ اور اپنے سراغ رسانوں کو واسطے تجسس خبر اعدا کے روانہ کیا۔ خالد دو ہزار اہل کارزار کے ساتھ عیاض کی خدمت سے روانہ ہوا اور اپنے ہمراہیوں کو ایک ہی راستہ پر نہیں لے گیا۔ بلکہ

ایک ہزار کو طریق یمین پر بھیجا اور اُن پر سعد کو سالار کیا اور ایک ہزار یسار پر خالد نے اپنے ہمراہ رکھا۔ اور سعد کو فہمائش کر دی تھی کہ اس طریق سے دور نہ ہوجیو۔ اور اپنے خبر رسانوں کو روانہ کیا

روایت ہے کہ جب عمود باتفاق تو تادرودس ہمراہ بیس ہزار سوار روانہ ہوا یہاں تک چلے کہ درمیان ان کے اور لشکر عیاض کے فاصلہ دس فرسخ کا باقی رہ گیا تب ایک جگہ پر مقام کر کے وہاں استراحت و آرام کرنے لگے اور اپنے گھوڑوں کو دانہ چارہ دیا اور اپنے اپنے زرہ اور اسباب حرب آراستہ و درست کرتے تھے۔ کہ اسی عرصہ میں جیش عبداللہ بن غسان کا توان کے پیچھے سے آیا اور خالد بن الولید اپنے لشکر کو لے کر اُن کے داہنے پر چلا اور جماعت بجتبہ بن سعد بائیں طرف سے آپہنچے اور رومیوں کو اس کی مطلق خبر نہ ہوئی۔ جب خالد کو معلوم ہوا کہ لشکر اسلام نے اس دل کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے تو مسلمانوں میں سے واقفکار آدمیوں کو ایک سمت روانہ کیا۔ کہ وہ لوگ وقوع شورہ صدا پر آمادہ اور استماع آواز پر مستعد رہیں۔ بعد ازاں خالد بن الولید نے مسلمانوں سے پانسو مردانِ دلاور کو اپنے ہمراہ لیا اور پانسو مردمانِ بہادر عدی بن سالم الہلالی کے ساتھ کر دئے اور اس سے کہہ دیا کہ جب تم آتش جنگ کو مشتعل اور شرارے کو اُس کے اُڑتے دیکھو گے تو اپنے کمینگاہ سے برجستہ نکل پڑنا۔ بعد ازاں

خالد نے قصد جیش عدو کیا۔ اور اُن کے سامنے آیا۔ اس وقت سارے مسلمان باواز بلند تکبیر و تہلیل کرنے لگے۔ جب رومیوں نے اُن کی آوازیں سُنیں تو اپنے اپنے ہتھیار سنبھالے اور اُن میں سے سوائے درودس اور اس کے پانچ ہزار اصحاب کے اور کوئی سوار نہ ہوا۔ کیونکہ ان میں سوائے درودس کے اور کوئی بیدار نہ ہوا۔ اور نہ ہی خبردار ہوا۔ اور توتا عمرو کے ساتھ مصروف تھا۔ روایت ہے کہ صاحب حران خالد کے مقابلہ میں آیا جب اُس نے خالد کو ایک بڑی جماعت کے ساتھ دیکھا تو حقیر سمجھا اور اس کو لوٹ لینے کا گمان کیا۔ اور اس وقت اہل روم خالد اور اس کی جمعیت کو دیکھ رہے تھے۔ رودس نے کہا کہ ہم ان کے امراء کو کافی ہیں۔ پس جس وقت ان لوگوں نے خالد کے لشکر کو دیکھا خالد رضی اللہ عنہ نے اس دشمن خدا رودس پر نعرہ مارا اور مثل ابر و برق کے اُس پر آپڑا اور یہ ابیات زبان پر لایا ؎

وَاِنَّا لَقَوْمٌ مَا نَكِلُّ سُيُوفَنَا ... مِنَ الضَّرْبِ فِي اَسْوَارِ الْكَتَائِبِ

سُيُوفٌ ذَخَرْنَاهَا لِقَتْلِ عَدُوِّنَا ... وَاَعْمَارُ اَذْيَبْنِ اللهِ كُلِّ جَانِبِ

قَتَلْنَا بِهَا كُلَّ الطَّارِقِ عُمُوْرَةً ... وَاَحْلَاءَ سُوْقِ الْمَلَكِ مِنْ كُلِّ جَانِبِ

اِلٰى اَنْ مَلَكْنَا الشَّامَ قَهْرًا وَغِلْظَةً ... وَصُلْنَا عَلٰى اَعْدَائِنَا بِالْقَوَاضِبِ

اَنَا خَالِدُ الْمِقْدَامُ لَيْثُ عَشِيْرَتِيْ ... اِذَا هَمَمْتُ اَسَدَ الْوَغَا فِي الْقَالِبِ

ترجمہ۔ ہم وہ قوم ہیں کہ لشکروں کے سرداروں کی گردنیں مارنے سے ہماری تلواریں کُند نہیں ہوتیں۔ اور ہتھیاروں کو ہم نے برائے قتل اپنے دشمنوں کے لئے ذخیرہ جمع کیا ہے نیز جمع کرنا اسلحہ کا واسطے اعزاز ترقی دین خدا کے ہے! اور ہم نے کل رئیسان نصارےٰ کو غلبہ کر کے قتل کیا اور ارکان ملک وملت کو ہر طرف سے نکال دینے کے لئے! یہاں تک کہ از روئے قہر وغلبہ ہم مالک ملک شام ہوئے اور ہم اپنے دشمنوں پر بزور شمشیرہائے تیز کے متسلط ہوئے اور میں خالد ہوں مقدمۃ الجیش اور میں اپنی قوم کا وہ شیر ہوں جو شیر اس جنگ کے میدان میں گونجتے ہیں +

آخر خالد نے رودس کو نیزہ مار کر زمین پر گرادیا۔ پھر اس کو ہمام خالد کے غلام نے باندھ لیا۔ بعد ازاں خالد اور اس کے اصحاب نے ہمراہیان رودس پر حملہ کیا اور اسی اثنا میں کہ سرگرم کارزار تھے کہ بجنیہ بن سعد وعدی بن سالم معہ اپنی جماعت کے نکل آئے۔ اور بعد ازاں عبداللہ بن عنسان بھی اپنا لشکر لے کر سامنے سے نمودار ہوا۔ یہاں تک کہ وہ تمام سرزمین صدائے مہیب وبانگ بزن سے پُر ہو گئی اور اس دشت میں ہر طرف سے دشمنوں کو تہلکہ پڑ گیا اور اعدا کو عربی گھوڑوں کے آگے دھر لیا۔ کیونکہ اس وقت توفیق آلہی مصاحب وہمدم

تھی۔ پس اہل روم کو اتنی مہلت و قدرت بہم نہ پہنچی کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوتے مگر یہ کہ تلوار ان کا کام تمام کر دیتی یہاں تک کہ کتنوں کو قتل و پامال کیا اور کتنوں کو بھگا دیا۔ اور اکثر کو اُن میں سے اسیر کیا اور عمود و توتا کو بھی پکڑ لیا۔ چنانچہ چار ہزار آدمی بندی تھے۔ اور ایک ہزار سات سو چھیاسٹھ آدمی قتل اور باقی آدمی بھاگ کر شہریاص بادشاہ کے پاس پہنچے اور اس کو اس واقعہ کی خبر سُنائی۔ فَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ یعنی روئے زمین باوصف اس کشادگی کے اُس پر تنگ ہوگئی اور یقین ہوگیا کہ عہد دولت اس کا منقطع ہوگیا اور ایام سلطنت مضمحل و آخر ہوگئے۔ پس جو لوگ اس کے ارباب سے باقی رہ گئے تھے۔ اُن کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ ان سب نے بالاتفاق ظاہر کیا کہ اے ملک عرب ٹھیرنا ہمارا راس العین میں نادانی ہے۔ کیونکہ درمیان ہمارے اور حران و ہاد و سروج کی بھی دوری ہو گئی۔ تو اس صورت میں عرب ہمارے اور بلاد میں طمع کریں گے۔ بلکہ قرین رائے صواب اندیش یہ ہے کہ ہم یہاں سے کوچ کر چلیں اور اپنے بلاد کے اوساط و درمیان میں ہو رہیں۔ جہاں سے ہمارے قلعے بھی قریب پڑیں۔ اور ہر طرف سے رسد غلہ وغیرہ بھی ہمارے پاس پہنچ سکے۔ ورنہ بصورت اگر ہماری فتح اور عرب کی شکست ہوئی تو پھر ہم اُن سے

سارے مقامات چھین لیں گے ۔ اور اگر ہمارے لیئے شکست ہوئی تو ہم اپنے قلعوں کی طرف بھاگ جاویں گے مثل ماردین و قلعہ مازن و کفر توثا اور سمیت جملین و تل توثا و بارعیہ و تل وسما و تل فرع و صور و جلہ الجبل وغیرہ کے قصد کریں گے اور اپنے اوپر امین ہو جاویں گے ۔ اس مشورہ کو بادشاہ نے پسند کیا اور برج طیر سے کوچ کر کے پہلے قصد راس العین کا کیا اور وہاں آلات و سامان حصار مہیا کیا ۔ اور دس ہزار فوج سے مرقوس کو جو ملک شہریاض کا داماد و مشاہیر شہسواروں کا تھا شہر میں چھوڑا پھر جبکہ بادشاہ اس کا یہ بندوبست کر چکا تو مرج رغبان کو کوچ کر گیا ۔

روایت ہے ابویعلی سے اس نے روایت کی ہے طاہر المطوعی سے اس نے ابوطالب بن ملیحہ سے اس نے وہبان بن بشیر بن ہزار و سے اس نے کہا میں نے وقائع فتوح اول سے تا آخر احمد بن عامر الجونی کے سامنے پڑھا انہوں نے سعد بن صاحب سے انہوں نے یحیٰے بن سعید ان المرزی سے انہوں نے ابی عبد اللہ بن محمد واقدی سے کہ وہ ان دنوں بجانب عربی قاضی تھے ۔ انہوں نے بیان کیا کہ ملک شہریاض اپنے لشکر مرج رغبان میں لایا تو اسی عرصہ میں عیاض بن غنم نے بھی شہریاض کے پیچھے کوچ کر دیا یعنی تعاقب کیا ۔ اور قبل از

کوچ نامہ اپنا مشتمل بر اخبار جنگ و حصول فتح قلعہ رباد زلوبیا و فیروزی ملک خابور بحضور امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دیا تھا۔ اور التماس دُعا لکھی تھی اور مکتوب کے ساتھ جنس وغیرہ جو کچھ عمدہ چیزیں قلعوں سے دستیاب ہوئی تھیں۔ جبیب صہبان کے ہاتھ ارسال کیں اور جبیب کے ہمراہ سو سوار کر دئے۔ چنانچہ جبیب تو سب اشیاء لے کر روانہ مدینہ ہوا اور عیاض نے معہ لشکر مسلمین تعاقب شہریاض کا کیا یہاں تک کہ لشکر اسلام بھی مطابق النعل بالنعل ان اعداء کے مرج رغبان پر جا پہنچا اور ان کے مقابلہ میں اُترا۔ جب یہ خبریں ارسوس صاحب ماردین کو پہنچیں اور خبر اسیر ہونے عمود کی بھی پہنچی تو اپنی دختر ماریہ کو اپنے پاس بُلایا اور کہا اے بیٹی آگاہ ہو کہ شوہر تیرا اسیر ہو گیا۔ اور وہ پسر ملک ہے اور میں عار کرتا ہوں اس کی۔ کہ لوگ کہیں گے دختر ارسوس کی ابن ملک عمود کو راس نہ آئی کہ جب وہ اس کی تزویج میں آئی تو وہ قید ہو گیا۔ یہ امر مجھ کو سخت دشوار ہو گیا۔

یہ سُن کر ماریہ نے جواب دیا اے پدر بزرگوار قسم ہے مسیح کی آپ نے حق کہا اور کلمہ صدق فرمایا۔ آپ کی اس بات میں کیا رائے ہے؟ ارسوس نے کہا تو ہی بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ اُس نے کہا میں نے یہ حیلہ تجویز کیا ہے کہ اپنے تئیں اجنبی بنا کر

بھیس بدلوں اور لشکر مسلمین میں داخل ہو کر امیر کے پاس جاؤں۔
اور اُس سے کہوں کہ تیرے ہاتھ پر اسلام لانے کو آئی ہوں۔
اس لئے کہ میں نے اپنے خواب میں مسیح کو دیکھا اور اُن کے ہمراہ
حواریین ہیں تو گویا جو کچھ تم لوگوں کے ہاتھ سے ہم پر واردات
ہوئی ہے مسیح سے میں شکایت کرنے لگی۔ اور مسیح مجھ سے فرماتے
ہیں۔ کہ اسلام قبول کر کہ وہ قوم حق پر ہیں۔ اسی خواب میں تمہارے
پاس میں اسلام لانے کو گئی اور میں نے تم کو اپنے باپ کے قلعے
کا مالک کر دیا ہے۔ اور تم نے مجھ کو میرے قلعے میں چھوڑ دیا ہے
اور پھر جس وقت امیران کا مجھ سے کہیگا کہ تو ہم کو اپنے باپ کے قلعے
کا کیونکر مالک کر دے گی۔ کیونکہ وہ جمیع حصون سے بلند و استوار
تر ہے اور سائر قلعوں میں محکم و پائدار تر ہے۔ تو اس سے کہونگی۔
کہ تم اپنے صنادید و عمایدسے سٔو سوار میرے ہمراہ کر دو کہ ان
کو میں اپنے قلعے میں لے جاؤں پھر ان کو صندوقوں میں بند
کر کے اپنے باپ کے قلعے میں بھیج دوں اور میں بھی ان کے
ہمراہ متولی قلعہ کے پاس جا کر اس سے کہوں کہ ان صندوقوں
میں میرا بہت سا مال ہے اس کو تو میرے باپ کے خزانہ میں
داخل کر لے۔ پھر جبکہ وہ قوم میرے قابو میں آجاوے گی تو اُن
کو تہ خانہ میں ڈال دوں گی۔ اس وقت میں ان لوگوں سے کہوں
گی کہ میں تم کو نہ چھوڑوں گی۔ جب تک تم اپنے امیر سے نہ کہلا

بھیجو کہ وہ میرے شوہر کو میرے پاس نہ بھیج دیویں ❖
یہ سُن کر ماریہ کے باپ نے کہا کہ تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا چاہتی ہے کیونکہ عرب پر کسی کا حیلہ نہیں چلتا بلکہ وہ خود صاحبان خدعہ و حیلہ ہیں۔ نیز ا یہ مکر ان کے آگے پیش رفت نہ جائیگا۔ پھر ماریہ نے کہا اگر وہ لوگ مجھ سے رہائن یعنی گرو ضمانت طلب کریں گے۔ تو جس وقت کچھ فدیہ و معاوضہ ان کے اصحاب کا قرار پاویگا۔ اس وقت اس کے عوض میں رہائی اپنے شوہر کی طلب کروں گی۔ آخر آرسوس نے اس سے کہا کہ خیر وہی تدبیر کر جو ارادہ تو کرتی ہے۔ کیا عجب ہے کہ اس میں کوئی مصلحت درست ہو۔ غرض ماریہ رات کو ہمراہ ایک خادم اور چار غلاموں کے نکلی۔ اور قصد رعنبان کا کیا۔ اثنائے راہ میں اپنے باپ کے غلاموں اور ملازموں سے ملاقات کی کہ جن کی حراست میں چالیس قیدی مسلمانوں کے تھے ان میں عبداللہ ابن غسان اور مثل ان کے تھے۔ سبب اس واقعہ کا یہ ہوا کہ جب عیاض معہ ان سرداروں کے بہ قصد تسخیر راس العین کے کوچ کیا۔ تو بحسب عادت عبداللہ بن غسان کو بہ جمعیت مناسب طرف حران وسروج دریا کے بھیجا تا کہ رسد غلہ وغیرہ واسطے لشکر کے لدوالادیں چنانچہ عبداللہ روانہ ہوئے جب بلاد روم کے وسط و درمیان میں پہنچے تو یکایک سائیس بن فقولا و جرجیس بن شمعون نے آ کر ان

سے ملاقات کی کہ وہ رسد و غلہ وافرہ برائے لشکر ملک شہرباحن لئے جاتے تھے۔ اور ان کے ہمراہ تین ہزار آدمی زرہ وساز حرب پہنے ہوئے تھے۔ آخر وہ سب ہر جانب سے آپڑے اور پکڑ لیا اور ان سب مسلمانوں کو اسیر کرکے ملک شہرباحن کے پاس حاضر کیا۔ شہرباحن ان کے قتل پر آمادہ ہوا۔ اُس وقت اس کے وزیر نے کہا کہ اے بادشاہ یہ میری رائے نہیں ہے۔ اس لئے کہ عمرو پسر آپ کا اور روس حاکم حبان و توتا صاحب الحجابت دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہیں۔ پس اگر آپ ان اسیروں کو قتل کریں گے۔ تو وہ بھی آپ کے اصحاب اور عمرو کو مار ڈالیں گے بہتر یہ ہے کہ آپ ان قیدیوں کو قلعہ ماردین میں بھیج دیں اور ملکہ ماریہ کے سپرد کر دیں کہ یہ اُن کے پاس مقید رہیں۔ پھر جس وقت عرب لوگ ان لوگوں کو آپ سے طلب کریں تو آپ ان سے کہئے کہ وہ لوگ تو قلعہ ماردین میں ہیں ہماری قید میں نہیں ہیں اور جن کے پاس وہ قیدی ہیں ہم کو ان سے کچھ کام نہیں پس اگر آپ ایسا کریں گے۔ تو آپ کی وقعت اور ہیبت اُن پر بہت غالب ہوگی۔ آخر بادشاہ نے اس رائے کو پسند کرکے ان قیدیوں کو ماریہ کے پاس ہمراہ ملازمان اندسوس پدر ماریہ کے روانہ کیا چنانچہ یہ ان اسیروں کو لے جا رہے تھے کہ خود ماریہ سے راستے میں مقام وہیں پر ملاقات ہوگئی۔ جیسا کہ ابھی مذکور ہوا

ہے - ماریہ نے یہ ماجرا سُن کر ملازموں کو حکم دیا کہ قیدیوں کو ہمارے قلعے میں لے جاؤ اور خود بدستور جدھر جاتی تھی روانہ ہوئی یہاں تک کہ لشکر مسلمین میں کچھ رات گئے پہنچی - اس وقت سہیل بن عدی اور بجنبہ بن سعد معہ ایک جماعت کے لشکر اسلام میں بطور طلایہ نگہبانی کے پھر رہے تھے - جب سہیل وغیرہ نے ماریہ کو دیکھا تو اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے؟ ماریہ نے جواب دیا کہ مَیں امیر کے پاس جانا چاہتی ہوں - تب وہ لوگ اُس کو عیاض بن غنم کے پاس لے گئے - جب سامنے گئی تو ہدیہ پیش کش کیا اور ارادہ کیا کہ امیر کے حضور میں سجدہ کرے - انھوں نے اس کو اس بات سے منع کیا اور کہا کہ حق تعالیٰ نے ہم کو بہ سبب اسلام عزت دی ہے اور ہدایت کی ہے بہ طفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کو گمراہی سے نکالا - اور ہمارے دلوں سے کینہ و حسد کو زائل کیا ہے اور ہم کو اسلام کے ساتھ شرف بزرگی کی بخشی ہے - اور ہم کو اس بات سے منزّہ اور دور رکھا ہے کہ کوئی ہم میں سے ایک دوسرے کو سجدہ کرے - کیونکہ اس بات کے جبابرہ اور متکبرین کو رغبت ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَلْعَظَمَۃُ رِدَائِیْ وَالْکِبْرِیَاءُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْھِمَا قَصَمْتُہٗ وَلَا اُبَالِیْ یعنی عظمت اور جلالت میری چادر ہے اور کبریائی اور بڑائی میرا پیراہن ہے

پس جو کوئی ان دونوں چیزوں میں مجھ سے نزاع کرے گا۔ تو مَیں اُس کی گردن توڑوں گا۔ اور کچھ پروا نہ کروں گا۔ چنانچہ جو کلام کہ عیاض بیان کرتے تھے ماریہ سمجھتی تھی۔ جب کلام تمام ہوا تو ماریہ نے کہا اے امیر حق تعالیٰ نے تم کو انہیں سیرتوں کے سبب ہم پر غالب کیا۔ تب عیاض نے اس سے پوچھا۔ کہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا میرا نام ماریہ ہے اور ارسوس صاحب ماروین کی دُختر ہوں اور عمود نام شخص جو تمہارے پاس اسیر ہے وہ میرا شوہر ہے مجھ کو اس پر صبر نہیں ہے۔ جس وقت مجھ پر فکر نے ہجوم کیا۔ اور شوق میرا اُس کی خاطر از حد فزوں ہوا تو مَیں نے اپنے خواب میں مسیح اور حواریین کو دیکھا تو مسیح نے مجھ کو تمہاری اتباع اور پیروی کا حکم دیا۔ پس میں تمہارے پاس اس نیت سے آئی ہوں کہ تمہارے دین کی تبعیت کروں۔ اور قلعہ اپنا اور اپنے باپ کا دونوں تمہارے سپرد کروں۔ بشرطیکہ میرا قلعہ میرے لئے باقی چھوڑ دو۔ اور میرے امور میں کچھ تغیّر و تبدل نہ کرو۔ یہاں تک کہ مَیں اپنے شوہر کے ساتھ اُس میں مقیم رہوں۔ چنانچہ اس کی ان باتوں سے عیاض بن غنم نے تبسم کیا۔ اور کہا کہ اے ماریہ! آگاہ ہو تو ہمارے پاس اس واسطے آئی ہے کہ اپنے شوہر کے بارے میں ہم کو رنج و اندوہ میں مُبتلا کرے۔ اور یہ شخص تیرا شوہر نہیں بلکہ تیرا پسر ہے

غرض تمام قصتہ اُنہوں نے بیان کیا۔ جب ماریہ نے یہ حکایت عیاض بن غنم سے سُنی تو اس کا رنگ اُڑ گیا اور چہرہ متغیر ہو گیا کہنے لگی۔ اے میرے سید و آقا آپ کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ اور آپ کو کس طرح ثابت ہوا۔ کہ عمرو میرا پسر ہے حالانکہ وہ ملک شہریاض کا بیٹا ہے۔ تب عیاض رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آج کی شب خواب میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضرت نے یہ ساری حکایت مجھ سے بیان فرمائی۔ ماریہ نے کہا میں چاہتی ہوں کہ اس کو دیکھوں۔ اگر وہ میرا پسر ہے تو میرے لئے اس میں کچھ علامت و شناخت ہے جس سے میں اس کو پہچان لوں گی۔ پس عیاض نے اُس کے لانے کا حکم دیا۔ تو سعید بن زید نے اُس کو لا کر حاضر کیا۔ جب ماریہ نے اس کو دیکھا اور نگاہ اس کی اس پر پڑی اور داغ اس کے رخسارے کا اور اس کا ایک کان کچھ پڑھا ہوا پایا۔ اور اپنے پارچہ عصابہ کو جس میں جواہر بندھا تھا معائنہ کیا تو بلند آواز سے ایک نعرہ مارا کہ حاضرین مجلس حیران و از خود رفتہ ہو گئے اور ماریہ نے اپنے تئیں عمرو اپنے پسر پر ڈال دیا اور اس کو لپٹ گئی اور کہنے لگی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ میرا فرزند ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کلام میں صادق ہیں۔ اور اس لڑکے نے بھی جب اپنی ماں کی طرف نظر کی تو اس کے

خون نے جوش مارا ۔ اور شدت گریہ سے بیہوش ہو گیا ۔ جب
ہوش آیا تو وہ اور اس کی ماں پھر باہم دونوں مل کر خوب روئے +
آخر جب وہ دونوں خاموش ہوئے ۔ تو عیاض نے اُن سے
کہا کہ تم دونوں پر واجب و لازم ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ نے
تم دونوں پر اپنا فضل و کرم کیا ہے ۔ اس نعمت کی شکر گذاری
میں تم خدائے وحدہٗ لاشریک کی توحید پر ایمان لاؤ ۔ کیونکہ حق
تعالیٰ جل شانہٗ شکر گزاروں کے لئے اپنی نعمت و کرامت زیادہ
کرتا ہے ۔ اور اس کی رحمت نیکوکاروں سے بہت قریب ہے
اور عذاب اس کا مجرموں منکروں سے دور نہیں اور آگاہ ہو
کہ حق تعالےٰ کے لئے نہ کوئی حد و انتہا ہے اور نہ اس کے لئے
قد و بالا ہے اور نہ اس کے لئے قبل ہے کہ اس سے کوئی شئے
پہلے ہو اور نہ اس کے واسطے بعد ہے کہ وہ نہ ہو تو اُس کے
پیچھے کوئی چیز رہ جاوے وہی اول ہے کہ ہستی عالم کی اسی پر
موقوف ہے ۔ اور وہی آخر ہے کہ وہی شایان مفاخر ہے چنانچہ
جس وقت عمرو نے یہ مقولہ عیاض کا سُنا تو بولا واللہ تیرے
قول میں کچھ زور و فریب نہیں ۔ وَ اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ یعنی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں ۔
کہ سوائے اُس خدائے یکتا اور بے ہمسر کے دوسرا کوئی اللہ پرستش

کے لائق نہیں ہے اور تحقیق کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ اور رسول اس کا ہے +

روایت ہے کہ جب ماریہ نے اپنے پسر عمود کو دیکھا۔ کہ مشرف بہ اسلام ہوا تو اس نے بھی اس کی موافقت کی۔ اور طریق بدی سے باز رہی اور بالآخر وحدانیت حق تعالیٰ کی شہادت ادا کی اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقر رہوئی۔ پس عیاض بن غنم اور جماعت مسلمین حاضرین مجلس نے کہا۔ کہ حق تعالیٰ اسلام تم دونوں کا قبول کرے اور اللہ تعالےٰ تم دونوں کو توفیق علم و عمل کی دیوے۔ حق تعالےٰ نے اب تمہارے دلوں کو قوی کیا اور تمہارے گناہوں کو بخش دیا پس چاہیئے کہ تم از سر نو اعمال شروع کرو۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اس قلعہ منیعہ پر ظفر یابی اور وہاں پہنچنے کی کیا سبیل ہے۔ ماریہ نے کہا تم کو مژدہ ہو کہ جب تمہارے اصحاب قریب حران اسیر ہوئے۔ تو ملک شہر یاصن نے اُن اسیروں کو میرے پاس روانہ کیا۔ کہ میں تم سے ان لوگوں کے فدا و سر بہا میں اس طفل عمود کو طلب کروں۔ چنانچہ ان کو میں نے اپنے قلعے کی طرف روانہ کر دیا تھا اور اب میں ان کے پاس جاتی ہوں اور ان کو اپنے باپ کے قلعے میں بھیجتی ہوں۔ پھر اُن کو قید سے رہا کر کے قلعے کا مالک کرتی ہوں +

یہ سُن کر عیاض نے اس سے کہا کہ حق تعالیٰ نے تجھے ہر حال میں توفیق بخشی۔ اور تجھ کو نجات دی اور البتہ اسیری اصحاب کی مجھ پر نہایت صعب اور اس امر سے مجھ کو سخت صدمہ و تعب ہے اور اب تیرے اس فکر صائب سے میرے دل کو تسلی ہوئی۔ پس چاہیئے کہ تو اپنے فرزند کو ہمارے پاس چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس جاؤ جب تجھ سے ملاقات ہو تو ظاہر کر کہ میں نے اپنے سارے مکر و حیلے عربوں پر تمام کیئے۔ مگر کوئی تدبیر درباره رہائی عمود کے پیش رفت نہ گئی۔ اور بعد اظہار اس بات کے پھر جس وقت تو ہمارے اصحاب کے پاس جاوے۔ اس وقت جو بصلاح وصوابدید تیرے بہتر ہو وہ عمل میں لانا۔ اس لے کہا کہ بہ گوش دل میں نے سُنا بسر و چشم بجا لاؤں گی۔ بعد ازاں ماریہ اپنے پسر کو مسلمانوں کے پاس چھوڑ کر اسی شب ماردین کی طرف روانہ ہوئی۔ جب وہاں پہنچی تو معلوم ہوا کہ پدر اُس کا ارسوس ملک کی خدمت میں بمقام مرج رعنان گیا۔ اور اس صاحب سے مُلاقات ہوئی۔ جس کے ہمراہ اسیرہائے اہل اسلام تھے۔ اور اُس نے اسیروں کو قلعہ ارسوس میں پہنچا دیا۔ حاجب عاقل ترین مردم توریت و انجیل و زبور پڑھا ہوا تھا۔ اور مقام میدی امرت کا راہب تھا اور اُس نے وہاں ایک معبد لمبے لمبے پتھر کے

ستونوں پر ایک سقف مسطح کے اوپر قبہ بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ اُس بالاخانے پر زینے سے چڑھ جاتا تھا۔ اور زینہ ریسمان ریشم سے بنایا تھا اور اس قبے میں لٹکا دیا تھا۔ اور اُس زینے میں دو لنگر آہنی لگے تھے۔ جب وہ قبے پر چڑھتا تھا تو زینے کو اوپر کھینچ لیتا تھا اور یہ خبر اس کی مشہور تھی۔ اور چرچا اس کی عبادت و رہبانیت کا ہر ایک کی زبان پر مذکور تھا۔ پھر جب لشکر اسلام طرف اُن بلاد کے متوجہ ہوا اور ملک خابور بطریق صلح کے فتح ہوا۔ اس وقت گرد اس قبہ کے اجتماع خلائق ہوا اور کہنے لگے۔ اے باپ ہمارے یعنی اے بزرگوار آپ ہمارے حق میں کیا مشورہ دیتے ہیں۔ کہ عربوں نے ہماری جانب رُخ کیا ہے اور وہ لوگ فتح ملک شام اور اکثر عراق کر چکے اور اب ہماری سرحد و زمین میں پہنچے ہیں۔ دریں صورت ہم کیا تدبیر کریں۔ یہ سُن کر وہ راہب اپنے قبے سے جھانکنے لگا۔ اور بولا اے گروہ نصرانی ہمیشہ نعمتیں و برکات خدا کی ظاہر و باطن تم پر نازل ہیں کہ تم لوگ اپنے بلاد میں باطمینان متمکن ہو اور گردنیں خلائق کی تمہارے آگے جھکی ہیں۔ یعنی تمہارے مطیع ہیں۔ اور مسیح علیہ السلام نے تم کو تمام امتوں پر نصرت بخشی ہے۔ اور ساری امتوں کا منہ تم سے پھیر دیا ہے اور تمہارے لئے زمین کے طول و عرض کو وسیع کیا ہے۔ یعنی

تمہارے ملک کو بڑی وسعت دی ہے۔ جب تک تم اچھے کاموں کا حکم کرتے تھے۔ اور بڑے کاموں سے منع کرتے رہے۔ اور ظالموں کو سزا اور مظلوموں کی داد دیتے رہے۔ اور حکم بحق کرتے تھے اور اپنی شریعت کی پیروی کرتے تھے۔ اور اپنے نفوس کو حرام خوری و زناکاری سے بہ زجر منع و باز رکھتے تھے۔ پھر جبکہ تم نے ان سب باتوں کو بدل ڈالا۔ تو خدا نے اپنی برکتوں کو بھی تم سے بدل ڈالا چنانچہ انجیل یحییٰ اور انجیل مرقس میں لکھا ہے۔ کہ جو کوئی احکام حق کی پیروی کرتا ہے اور اپنی زبان کو راست گوئی پر لگاتا ہے اور اپنے پروردگار کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔ اور ان اعمال کی اعانت اور اس کی غایت کو اپنے نفس پر لازم کرتا ہے۔ اور کسی کی امانت میں خیانت نہیں کرتا۔ اور اپنی نماز و عبادت بطریق دوام بجالاتا ہے اور موافق اپنی شریعت کے عمل کرتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانیت کی پیروی نہیں کرتا ہے۔ تب زہد اُس کا اس کی تمنا کو پہنچتا اور پہنچاتا ہے۔ اور جس نے جور و جفا کی اور ظلم و جبر روا رکھا۔ اور جو کوئی طریق حق سے منحرف ہوا وہ بہت جلد ہوگا اور اپنے ہاتھ سے اپنا قاتل ہوگا اور وہ خانہ خراب ہوگا۔ اور ان کا باعث اُس کی خواری کا ہوگا۔ اور خوف اس کا پیراہن ہوگا۔ یعنی وہ ہمیشہ

خوف و خطر میں رہے گا۔ توریت میں مرقوم ہے کہ ظلم نہ کرو۔ خدا ظالم کو دوست نہیں رکھتا۔ یعنی اس پر مہربانی نہیں کرتا۔ اور میں نے سُنا کہ قرآن شریف میں بھی یہ حکم ہے اِنَّ اللہَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ فَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِھِمْ (یعنی حق تعالیٰ مفسدوں کے کاموں کی اصلاح بخیر نہیں کرتا۔ پس چاہئے کہ تم اپنے کاموں کو بہ صلاحیت بجالاؤ) اور خوف خدا ہمیشہ پیش نظر رکھو اور اپنے اہل اور اپنے خاندان کی حمایت کے لئے قتال کرو اور نبی کی شریعت کی اتباع کرو۔ اور اپنے دشمنوں سے جہاد کرنے کو باہر نکلو۔ اور اس لئے کہ جمیع عبادات امور بہا سے جہاد افضل ہے۔ اور جو کوئی اعدائے دین سے جہاد کریگا تو اس کی جگہ بہشت میں ہے۔ اے قوم آگاہ ہو کہ میں اپنے اس مقام سے اُترا ہوں۔ پس تمہیں چاہئے کہ میری ہمراہی سے پیچھے نہ رہ جاؤ۔

یہ کہہ کے اس نے وہ زینہ ریشمی نیچے لٹکا دیا اور اُتر آیا جب لوگوں نے اُسے نیچے اُترے ہوئے دیکھا۔ تو باداب سلام پیش آئے۔ اور اس کے دست و پا کو بوسہ دیا۔ وہ راہب ان سب کو طرف کنیسہ و مائر و کنیسہ بازا کے لے گیا۔ اور دیرملوح باشندگان وادی روم کا قبلہ تھا۔ اور

اس کے اندر ایک راہب رہا کرتا تھا چنانچہ اس راہب نے اس راہب دیر ماوح کو اُس کا نام لے کر پکارا - اور کہا - یہ عبادت کا وقت نہیں ہے - یہ سُن کر وہ راہب اُس دیر سے نکلا - اور ہمراہ ہولیا - وہ راہب اول جو بہت سے آدمی ہمراہ لایا تھا معہ اُس دوسرے راہب کے نصبین کی طرف روانہ ہوا - اور راس کی آمد سُن کر ملک فرفیافنس استقبال کو نکلا - اور وقت ملاقات کے اُس کے سامنے پیدا کیا - اور مصافحہ کیا اور اُس کے ہمراہ مسجد نصارے تک گیا - وہاں دیر یعقوب کی زیارت کی - اور اہل نصبین دوڑ کر اس کے پاس جمع ہوئے - اُس وقت اس نے ان کو وعظ و پند سنایا - اور جہاد کا حکم کیا - بعد ازاں عازم راس العین ہوا اور اُس کی خبر ارسوس بن جارس کو پہنچی چنانچہ جس وقت عبداللہ بن غستان اور اصحاب ان کے اسیر ہوئے تو وہ سب اسی راہب کے ہمراہ کہ اُس کا نام میتا بن عبد المسیح تھا بھیجے گئے تھے - اور اُس سے اثنائے راہ میں ماریہ نے ملاقات کی تھی - جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اور اسی کو ماریہ نے حکم کیا تھا کہ ان قیدیوں کو ہمارے قلعے میں لے جاؤ - جب میتا بن عبد المسیح ان قیدیوں کو لے کر ماریہ سے جدا ہوا اور دور پہنچا تو اتفاقاً ماریہ کا باپ بھی اسی نواح میں اپنے لشکر کے ساتھ اس

راہب کی ملاقات کو آیا اور استفسار حال کیا کہ کہاں سے آتا ہے اور کس لئے جاتا ہے اُس نے بیان کیا کہ ملک شہریاض نے ان اسیروں کو میرے ساتھ بھیجا ہے۔ تب ارسوس نے پوچھا تو کون ہے ؟ اس نے کہا میں میتا بن عبدالمسیح ہوں۔ جب ارسوس نے یہ باتیں سُنیں۔ تو بہت مسرور ہوا اور کہا قسم ہے مجھ کو اپنے دین کی کہ میں زمانہ دراز سے تمہارا منتظر و مشتاق تھا۔ اور تمہاری رائے اور صوابدید کا مستمنی بالفعل تم ان لوگوں کو میرے قلعہ میں لے جاکر پہنچاؤ اور تمہیں بذاتِ خود ان قیدیوں کی حفاظت پر متولی رہو یہاں تک کہ کوئی حکم ہمارا تم پر صادر ہو اور ہمارا یہ خاتم لو۔ چنانچہ مینا راہب نے بندیوں کو لے جاکر قلعے میں پہنچایا۔ اور زندان میں قید رکھا۔ اور خود اُن کی حراست میں مستعد رہا۔ اکثر اوقات اُن کی حسن عبادت پر نظر کیا کرتا تھا۔ اور ان کی تجوید تلاوت یعنی خوش خوانی و لہجہ لسانی سُنا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز اُن کی طرف متوجہ و مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم لوگوں کے یہاں روز و شب میں کیا اور کتنے فرض ہیں۔ عبداللہ بن غسان نے جواب دیا پنجگانہ نماز ہم پر فرض و واجب ہے پھر جو شخص اس کو بجا لائے اور اس کے رکوع و سجود

کو خوب ادا کرے تو وہ دوزخ سے بچے گا۔ چنانچہ حق تعالےٰ
اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ
الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ یعنی محافظت کرو اپنی نمازوں
کی ضائع و قضا ہونے سے خاصکر حفاظت نماز درمیان والی
یعنی عصر کی کہ وہ مابین ظہر و مغرب کے ہے۔ اور بعض روایت
میں مراد ہے نماز صبح کی کہ وہ مابین دو نماز رات و دو نماز دن
کے ہے۔ اور بعض روایت میں مراد ظہر ہے جو مابین نماز
صبح و عصر کے ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ صِلَۃٌ مَابَیْنَ الْعَبْدِ وَ
رَبِّہٖ فِیْھَا اِجَابَۃُ الدُّعَآءِ وَقَبُوْلُ الْاَعْمَالِ وَ بَرَکَۃٌ فِی الرِّزْقِ
وَرَاحَۃٌ فِی الْاَبْدَانِ وَسَتْرٌ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ وَ
ثِقْلٌ فِی الْمِیْزَانِ وَجَوَازٌ عَلَی الصِّرَاطِ۔ یعنی نماز درمیان
بندگان اور یزدان کے ایک علاقہ ہے اسی نماز میں دعا قبول
ہوتی ہے اور اعمال مقبول ہوتے ہیں اور برکت وسعت
رزق ہوتی ہے اور بدن کو راحت وصحت حاصل ہوتی ہے
اور وہی نماز درمیان نمازی اور دوزخ کے سد و حائل ہوتی
ہے اور وزن میزان میں بہت بھاری ہے اور پل صراط
پر تیزی سے لے گذرنے والی ہے اور کنجی جنت کی۔ پس
یہ سب امتوں پر فرض و واجب تھی۔ مگر ان لوگوں نے

اس فرض کو ادا نہ کیا - بلکہ اس میں تقصیر و کمی کی - یہاں تک کہ اس نماز کو حق تعالٰے نے ہم پر فرض کیا ہے - سو ہم نے ادا کیا - اور یہ نماز جامع و مجموعہ جمیع طاعات و عبادات کی ہے - منجملہ اُن عبادات کے ایک جہاد ہے نمازی گویا کہ وہ دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے والا ہے - ایک نفس امّارہ اور دوسرا شیطان مرتد - اور روزہ بھی نمازی کے متعلق ہے - نمازی نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے - اور سوائے روزہ کے اسی نماز میں تمسک بہ مناجات پروردگار ہے - یعنی نمازی اپنے پروردگار کی مناجات سے دست بداماں ہوتا ہے - اور اس نماز سے حج کو بھی علاقہ ہے - اور حج کیا ہے کہ قصد و عزم کرنا ہے طرف بیت الحرام و کعبہ کے - پس نمازی عازم ہوتا ہے طرف رب البیت کے - یعنی علاوہ حج کے نمازی اپنے پروردگار ملکوت سے تقرب پاتا ہے - چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یعنی سجدہ کرکے تقرب حاصل کرو اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مفترضات کو حق تعالٰے نے زمین پر واجب کیا ہے سوائے نماز کے کہ اُس کو آسمان میں بھی فرض کیا ہے - اور مَیں جس وقت خدا کے قریب حضور میں حاضر تھا یعنی معراج میں تو فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو جمیع انبیاء پر فرض

کیا تھا سو ہم نے اُس کو تیری اُمّت کے سپرد کیا ۔ اور یہ نماز جمیع
طاعات و عبادات کا جامع کیا ۔ اور فرمایا ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جبریل علیہ السّلام آئے اور مجھ
سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو اور جس طرح میں
کروں آپ بھی ویسا ہی کیجئے ۔ سو جبریل علیہ السّلام نے آگے
بڑھ کے دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے کہا کہ یہ نماز صبح ہے
پس یہ نماز اوّل ہے ۔ اسی وجہ سے اس کا نام صلوٰۃ الاولیٰ
ہوا ۔ بعد ازاں جبریل علیہ السلام نے دوسری نماز پڑھی ۔
جس وقت کہ ہر شئے کا سایہ اُس کے مثل و برابر آیا اور مجھ
سے بیان کیا کہ یہ نماز ظہر ہے ۔ بعد ازاں اوّل وقت نماز
عصر پڑھی اور کہا کہ یہ نماز عصر ہے ۔ بعد ازاں پھر وہی نماز
پڑھی یعنی مکرر جس وقت کہ آفتاب زردی مائل ہوا یعنی جب
دھوپ زرد ہو گئی ۔ بعد ازاں پھر جس وقت آفتاب غروب
ہوا تو نماز پڑھی اور کہا یہ نماز مغرب ہے ۔ بعد ازاں جس
وقت شفق مغربی غائب ہوئی تو پھر نماز پڑھی اور کہا کہ یہ
نماز عشائے ثانی ہے ۔ بعد ازاں پانچویں مرتبہ نماز پڑھی
اور اس وقت فجر نمودار ہوئی تھی ۔ تو کہا یہ نماز صبح ہے ۔
بعد ازاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ نمازیں
فرض ہوئی تھیں دو دو رکعت ۔ پھر زیادہ ہوئیں حضر میں

پھر نماز سفر میں چھوڑی گئی اپنی حالت پر یعنی وہ جو حضر میں زیادہ کی گئی تھی۔ سفر میں قصر کی گئی۔ یہ سُن کر میتا نے عبد اللہ بن غسّان سے سوال کیا۔ اے برادر عرب تم جو اپنی نمازوں میں تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اُٹھاتے ہو اس کا کیا باعث ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟ عبد اللہ نے کہا کہ تو نہیں جانتا ہے کہ ڈوبنے والا جب کوئی چیز پاتا ہے تو اپنے ہاتھوں کو اُس طرف بڑھاتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ اُس سے لٹک جاوے اور ڈوبنے سے نجات پاوے۔ اسی طرح بندہ نماز میں اپنے تئیں غریق دریائے گناہ و خطا سمجھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتا ہے اور کہتا ہے۔ اے میرے پروردگار میری دستگیری کر کہ میں خطاؤں اور گناہوں کے دریاؤں میں ڈوبتا ہوں اور میں بھاگ کر تیری طرف رجوع کرتا ہوں ٭

لیکن معنی تلاوت نماز میں یہ ہے کہ وہ خطاب یعنی ہم کلامی وہم زبانی ہے درمیان بندہ اور اُس کے پروردگار کے۔ اور معنی رکوع کے یہ ہیں کہ میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے پہلوؤں کو تیری طرف جُھکایا ہے۔ اور سر اُٹھانا رکوع سے اور کہنا ربّنا لک الحمد یعنی اے میرے پروردگار خاص تیرے ہی لئے تمام حمد سزاوار ہے۔

اس سے مُراد یہ ہے کہ مَیں تیری حمد کرتا ہوں اپنی گلو خلاصی
پر گناہوں سے۔ حق سبحانہ تعالےٰ گویا کہ فرماتا ہے اَذْنَبْتَ
کیا تو نے گناہ کیا تو بندہ کہتا ہے اَنَا عَبْدُكَ مَیں تیرا
بندہ ہوں۔ پس حق تعالےٰ فرماتا ہے قَدْ اَعْتَقْتُكَ مِنَ
الذُّنُوْبِ کہ مَیں نے تیری گلو خلاصی کی گناہوں سے۔ اور
معنی سجدہ اول کے اور زمین پر پیشانی رکھنے سے مراد بندے
کی یہ ہے کہ اسی زمین میں سے تو نے مجھ کو پیدا کیا اور زمین
سے سر اُٹھانے کے معنی یہ ہیں کہ تو نے مجھ کو اس سے نکالا
ہے۔ اور سجدہ ثانیہ سے یہ غرض ہے کہ پھر مجھ کو اسی خاک
میں ملا دے گا۔ اور سر اُٹھانا دوسری بار غایت اس سے
یہ ہے کہ پھر تو دوسری بار مجھ کو اسی زمین سے نکالے گا۔
اور سلام داہنی جانب سے مُراد یہ ہے کہ پروردگار میری
توبہ میرا اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دیا جائے اور میرے
بائیں ہاتھ میں نہ دیا جائے کیونکہ دوزخیوں کا نامہ اعمال
بائیں ہاتھ میں دیا جاوے گا۔ اور جب کتاب اعمال رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش ہوتی ہے تو فرماتے
ہیں۔ جو شخص نماز پنجگانہ کی محافظت کرتا ہے۔ اس کی مثال
یہ ہے کہ ایک نہر جاری ہے جو کوئی تم میں سے اس میں ہر
روز پانچ مرتبہ غسل کرے۔ کیا پھر اس کی کثافت سے

کچھ باقی رہ جاتا ہے۔ پس یہی حال نماز پنجگانہ کا ہے۔ کہ بندے پر کوئی گناہ باقی نہیں چھوڑتی ہے۔ غرضیکہ جب میتنا راہب نے کلام عبد اللہ کا سُنا تو کہنے لگا۔ مَیں گواہی دیتا ہوں۔ کہ بیشک تم لوگ حق پر ہو۔ اور شک نہیں کہ دین تمہارا حق ہے اور قول تمہارا صدق ہے۔ بعد ازاں وہ اسلام لایا۔ اور بعد تھوڑے عرصے کے ماریہ بھی پہنچی۔ کیونکہ اُس کو معلوم ہوا کہ صحابہ اس کے باپ کے قلعہ میں قید ہیں۔ پھر جبکہ بالائے قلعہ پہنچی۔ تو اپنے باپ کے مکانوں میں اُتری۔ اور ساری رات صحابہ کے قلق میں بسر کی۔ جب صبح ہوئی۔ تو میتنا اس کے پاس آیا اور بادب سلام کیا۔ ماریہ نے اس سے کہا اے میتنا عربوں کے ساتھ تو نے کیا معاملہ کیا۔ اُس نے کہا کہ جب تک ملک کچھ رائے نہ دیویں۔ مَیں نے حراست اُستوار میں رکھا ہے۔ ماریہ نے کہا واللہ تم نے کچھ کوتاہی اور کمی نہیں کی۔ لیکن اب تو ان کو ہمارے بیعہ یعنی مسجد میں ہمارے ساتھ کر دے تاکہ وہ ہماری حُسن عبادت کو دیکھیں اور ہمارا انجیل کا پڑھنا سُنیں تو کیا عجب ہے کہ وہ ہمارے دین میں داخل ہوں۔ بموجب فرمان ماریہ کے میتنا اُن صحابہ کو بیعہ میں لے گیا۔ جب رات ہوئی تو ماریہ بیعہ میں آئی اور صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کو دیکھا کہ وہ سب پا بزنجیر ہیں - اور اس جگہ سوائے مینتا کے اور کوئی غیر نہیں ہے - تب ماریہ نے کہا - اے میتا تو ہمارے علمائے دین میں سے ہے - اور تجھ سے امر حق پوشیدہ نہیں ہے - اور تو ان لوگوں کے دین سے بھی مطلع ہوا ہے - پس تو بیان کر کہ ہم حق پر ہیں یا یہ لوگ؟ میتا نے کہا - اے ملکہ حق پوشیدہ نہیں ہے - یہ لوگ حق پر ہیں - تب ماریہ نے اپنا سارا گذشتہ ماجرا بیان کیا - اور مینتا نے بھی - پس میتا نے کہا - اے ماریہ جس مقدمہ میں تو آئی ہے - اور جو عہد تو لائی ہے - اس کو وفا کر - پیشتر اس کے کہ تو اس کو طلب کرے اور اس پر تجھ کو دسترس نہ ہو - یعنی پیش از وقت اس کام کو کر لے - کیونکہ تو اس قوم کا صدق بیان اور صدق دین دیکھ چکی ہے - اور حق تعالے نے تجھ کو تیرے پسر عمود سے ملا دیا - پھر جس وقت ماریہ نے یہ باتیں راز کی مینتا سے سنیں تو حیرت میں ہوئی - اور کہنے لگی - کہ تجھ کو یہ اسرار کہاں سے معلوم ہوا ہے - مینتا نے کہا میں نے یہ کیفیت اپنے خواب میں دیکھی ہے - اور اس سے وہ تمام احوال بیان کیا کہ گویا وہ وہاں خود حاضر تھا - تب ماریہ سجدہ شکر بجا لائی اور اٹھ کر صحابہ کے زنجیر کھول دیئے - اور ان کو ہتھیار دے دیئے - اور مینتا

کو حکم دیا۔ کہ تو ان لوگوں کی تعظیم اور نگہبانی کر۔ اور میں اس امر کی فکر و تدبیر کرتی ہوں کہ والئے قلعہ کو کیونکر گرفتار کریں اور قلعے پر کس طرح متسلط ہو جائیں ؛

بعد ازاں ماریہ نے اُس قلعے کی راہ لی۔ اور اس قلعہ کا ایسے شخص کو والی کیا جس سے اُس کو اطمینان تھا اور قلعہ سے اُن لوگوں کو جن سے خوف و اندیشہ رکھتی تھی نکال دیا۔ اور اُس قلعے کو بند و بست سے مستحکم کیا۔ اور ادھر بیتانے صحابہ کو بیعہ بیت المذبح میں متمکن کیا اور اس سے کہہ دیا کہ کل جس وقت صبح ہووے اور والئے قلعہ نماز (نماز نصارے سے مراد ہے) کے لئے آوے تو اُن حاضران بیعہ پر دفعۃً نکل پڑو حق تم کو ان پر نصرت دیگا

جب صبح ہوئی اور والی قلعہ اپنے خواص کے ساتھ نماز کے لئے بیعہ کی طرف نکلا اور اجتماع مردم کے واسطے ناقوس بجانے لگے۔ تب بتق یعنی قسیس سردار ترسایاں جو مالک بیت المذبح کا تھا آیا تاکہ دروازہ مذبح کا کھولے۔ اور قربان گاہ کے قریب جاوے۔ پھر جس وقت اُس نے دروازہ مذبح کا کھولا یک بیک عبداللہ بن غسان مع اپنے چالیسوں اصحاب کے نکل پڑے اور یک بارگی سب نے پکار کر تکبیر کہی کہ قلعہ میں اور ان لوگوں میں جو وہاں تھے زلزلہ پڑ

گیا اور مسلمانوں نے اُن میں خوب تیغ زنی کی۔ ان سب کو قتل کیا اور قلعے پر اور جو کچھ اس میں تھا سب پر قبضہ کیا۔ چنانچہ رعایا نے یہ شورِ تکبیر سُن کر یقین کیا کہ اہل اسلام قلعہ پر مسلّط ہو گئے۔ تو وہ سب بھاگ گئے۔ جب ماریہ نے شورِ تکبیر اور غلغلہ آدمیوں کا سُنا تو یقین کیا کہ قلعہ اُس کے باپ کا مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ تب اپنے قلعے کا دروازہ بند کر لیا اور شخص معتمد کو پاس عیاض بن غنم کے روانہ کیا اور اپنی حسن تدابیر سے اُن کو آگاہ کیا۔ انہوں نے حق تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا اور اکثر مردم مفرور پاس ملک شہریاض کے پہنچے اور اس کو واقعہ سے خبر دی کہ قلعہ ماروین پر مسلمانوں نے عمل کیا۔ اس پر سخت قلق اور صدمہ ہوا۔ اور اپنے زوال ملک کا یقین کر لیا۔ اور اُس کے دل میں رُعب سما گیا۔ اور اس کے لشکر پر ہیبت طاری ہو گئی۔ اور ارسوس کو بھی خبر پہنچی کہ اُن کا قلعہ چھین گیا۔ اور خزانہ اس کا لُٹ گیا۔ چنانچہ اس نے اس امر کو تا شب مخفی رکھا۔ اور جن پر اس کو اعتبار و یقین تھا۔ اُن کو ہمراہ لے کر بہ طلب تسخیر حران روانہ ہوا۔ پس دوسری شب کو وہاں پہنچا۔ جب قریب پھاٹک کے آیا تو نگہبانوں نے روکا۔ اس وقت ارسوس نے ان لوگوں پر شور

کیا اور کہا دروازہ کھول دو اور دیکھو کہ یہ بطریق رودس ہے اور غرض اس سے یہ تھی کہ ان کا پہلا بطریق ہے یعنی رودس قید عرب سے چھوٹ کر آیا ہے۔ تب نگہبانوں اور دربانوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور ارسوس داخل ہوا اور مالک شہر ہو گیا۔ یہ خبر تمام اطراف واکناف میں مشہور ہو گئی کہ ارسوس صاحب ماردین اپنے حیلہ و حکمت عملی سے حران کا مالک ہو گیا۔ پھر وہ تمام لوگ اُس کے پاس دوڑ پڑے جو طالب دیوان تھے یعنی طالب ایسے شخص کے تھے۔ جو لوگوں کو جمع کرے۔ پس ان سب کے اجتماع سے ارسوس کے پاس بڑا بھاری لشکر جمع ہو گیا۔

فتح ایوانِ کسریٰ

شہر نہرشیر کو فتح کر کے سعد بن وقاص تین دن وہاں قیام کر کے ساحل دجلہ کی طرف چلے گئے۔ وہاں جا کر ارادہ کیا کہ لوگوں کو دریا سے پار اُتار کر لے جاویں۔ اور اُس طرف شہر اسبانیر میں پہنچیں۔ مگر کوئی کشتی بہم نہ پہنچی ناچار چند روز وہاں رہنا پڑا۔ اکثر لوگ سعد کو تیر کر پار اُترنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اور اصرار و تقاضا کرتے تھے۔ مگر وہ مسلمانوں پر شفقت کر کے تامل رکھتے تھے

اسی عرصہ میں ایک آدمی گروہ گبر سے سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ایسے گھاٹ کی طرف رہبری کرنے لگا۔ جدھر پانی کا زور تھا۔ سعد نے انکار کیا کہ دریائے عمیق ہے میں مسلمانوں کو اس فریب اور دھوکے میں نہ ڈالوں گا۔ خداوند تعالیٰ ان کے لئے کچھ اَور ہی سامان کر دے گا۔ چنانچہ وہ اسی فکر و اندیشے میں تھے کہ اچانک ایک اَور گبر سامنے سے نمودار ہوا۔ کہ اُس کے کپڑے تر بتر تھے اور پانی ٹپکتا تھا۔ تب سعد نے اس کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا کہ میں احوال کیا کہوں ہمارے بادشاہ نے اپنی خواب میں دیکھا ہے۔ کہ اہل اسلام گویا دریا اُتر کر اُس کے پاس جا پہنچے ہیں۔ اور اُس کو یقین ہو گیا ہے کہ میرے ملک میں زوال آویگا وہ وہاں سے قصد بھاگنے کا رکھتا ہے۔ اور اس بندوبست میں ہے کہ اپنا مال و متاع لے کر خراسان کی راہ لیوے۔

یہ خوشخبری سُن کر سعد نے مسلمانوں کو جمع کر کے بعد حمد و ثنا خدا تعالےٰ کے خطاب کیا کہ اے مسلمانو! دیکھو دشمن تمہارا بے مدد کشتی تمہاری پناہ کی کشتی میں اُتر آیا اور کہتا ہے کہ کسریٰ مع مال و اسباب خراسان کو بھاگنا چاہتا ہے۔ اس صورت میں مَیں تو انشاء اللہ تعالیٰ تیر کر پار جانا چاہتا ہوں۔ تم خوب جان لو کہ اب تمہارے پیچھے کوئی ایسا

نہیں رہا جس کا تم کو خوف ہو۔ اس لئے حق تعالےٰ نے تم کو تمام قلعوں اور شہروں کا مالک کر دیا۔ فی الحال میری رائے میں یہ آتا ہے۔ کہ بشناوری دریا اُس پار اُن پر جا پہنچوں۔ اس بارہ میں تم لوگ کیا کہتے ہو؟

یہ سُن کر سب اصحاب نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ آپ کے ارادے کو اس بلند ہمت پر قوت بخشئے۔ بسم اللہ کیجئے۔ جو کچھ موافق ارادہ الٰہی ہے۔ سعد نے کہا۔ خداوند کریم تم پر رحم اور تمہاری نصرت کرے۔ تم میں سے کون پہلے عبور کرتا ہے۔ اور کون مقدم بشناوری ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگوں کے لئے پانی کا اندازہ لیوے کہ کدھر سے پایاب ہے اور اُسی نشان پر اُس پار جا کر لب دریا کھڑا ہو تا کہ اُسی خط پر گذر کر اس سے جا ملیں۔ اس بات کے سنتے ہی عاصم بن عمرو دریا میں اُترے۔ ان کے پیچھے چھ سوار اہل نخوات میں سے ساتھ ہو لئے۔ جو مشاہیر سے تھے۔ ان کا فخر اور بہادری مشہور تھی۔ اور اس قبیلے کے عام لوگ بھی آکر دریا کے کنارے کھڑے ہو لئے اور ایک فرساچہ قعقاع بن عمرو مشہور تھے۔ وہ بھی عاصم بن عمرو کے ساتھ دریا میں گھس پڑے۔ روایت کی یوسف بن عبد الدعلی نے یوسف بن عمرو سے کہ جو لوگ دریا میں پہلے کود پڑے۔ وہ عاصم اور شرجبل و ابومفزون و محبل و

مالک ابن کعب الہمدانی اور مثل ان کی دیگر اکابر قوم تھے اور گھوڑوں پر سوار تھے۔ جب ان سب نے گھوڑے دریا میں ڈالے تو ان کے پیچھے پیچھے چھ سو ساٹھ آدمی دجلہ میں اُتر پڑے اور سب سے پہلے عاصم بن دلاور ابو مقرون و شرجیل و مالک بن کعب اور ایک لڑکا بنی الحارث سے تھا دریا میں اُترے۔ جس وقت عجموں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ قریب تر آپہنچے۔ تو انہوں نے بھی ایک جماعت سواروں کی تیار کی جو ان میں مقدم اور سردار تھے ان سواروں نے بھی گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ لشکر سعد سے پہلے عاصم بن عمرو نے مقابلہ کیا تو اپنے اصحاب سے پکار کر کہا کہ ان گبر بے دینوں کو نیزے مارو۔ تاک کر ان کی آنکھوں میں انی مارو۔ جس وقت عجموں نے یہ کلام عاصم کا سُنا اور اہل فارس نے بھی دیکھا کہ لباس عربوں کے تری میں ایسے ہیں جیسے خشکی میں وقت نیزہ بازی و تیغ زنی کے چُست و بے زحمت ہوتے ہیں یعنی بروقت جنگ اُلجھتے نہیں ہیں۔ یہ احوال دیکھ کر پس پُشت بھاگے۔ اور مسلمانوں نے اُن کا تعاقب کیا۔ اور اپنے آگے دھر لیا۔ یہاں تک کہ اکثروں کو قتل کیا اور جس قدر وہ لوگ دریا کے کنارے تھے اُن میں سے بہت تھوڑے نے بھاگ کر بچ گئے۔ آخر کار فارس کی جانب سے ساحل دریا کی طرف اہل اسلام

مسلط ہوئے اور باقی جماعت مسلمانوں کی دریا کے کنارے اُس پار یکجا جمع رہی۔ چنانچہ جب سعد کو اُس پار کا حال معلوم ہوا۔ کہ اہل اسلام غالب آئے اور دشمن مغلوب ہوئے تو مسلمانوں کو اذن عام دیا کہ اب تم بھی دریا میں ہل چلو اور حق تعالےٰ سے اعانت طلب کرو۔ آخر وہ تمام لشکر دجلہ میں کود پڑا۔ اس وقت دجلہ نہایت موجزن اور بڑے زوروں پر تھا۔ مگر اہل اسلام اپنے عزم میں کمال کوشش کر رہے تھے اور موج وطلاطم گرداب سے کچھ خوف وخطر نہ کرتے تھے۔ بلکہ اُنہیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین پر چلتے ہیں۔ اور اہل فارس پر اس طرح جا کر پڑے کہ ان کو کچھ شمار اور خاطر میں نہ لاتے تھے یہاں تک کہ اُن سے سخت مقابلہ کیا۔

روایت ہے کہ لشکر سعد رضی اللہ عنہ میں سے جنہوں نے دجلہ سے عبور کیا وہ ساٹھ آدمی تھے کہ گروہ گروہ ہو کر نکلے تھے۔ اُن میں سے ایک زمرہ تو نو آدمیوں کا تھا اور ان میں اوّل مقدم عاصم تھے اور دوسرے زمرے میں دس آدمی تھے اور تیسرے غول میں تینتیس نفر تھے۔ اور عاصم کہتے تھے کہ ہم نے دجلہ کو سواروں پیادوں اور چوپاؤں سے ایسا ڈھانپ لیا تھا کہ جب ہم پار اُترے تو کثرت دواب سے دریا کا پانی نظر آتا تھا اور گھوڑے ہمارے پانی سے نکل کر اپنی دُم کے بال جھاڑتے تھے اور برلب دریا ہنہناتے تھے اور بولنا اُن گھوڑوں کا از روئے الہام منجانب

اللہ تھا۔ روایت ہے کہ جب ملک کسریٰ نے دیکھا۔ کہ گروہ مسلمانوں کا اس جانب آگیا ہے۔ تب شہر یاص بن ساور (جو بڑا شہسوار اور سردار تھا) کو حکم کیا کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرے اور اُن کو روکے رکھے اور خود کسریٰ تدبیر فرار میں مصروف ہوا۔ کہ جملہ اموال و نقد و زر و جواہر و یاقوت سے جس قدر اُٹھوا سکا لدوا لیا +

روایت ہے کہ سعد جب دریا میں چلتے تھے تو یہ آیت پڑھتے تھے ذَالِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْم یعنی یہ اندازہ کیا ہوا خدائے غالب بڑے علم والے کا ہے۔ چنانچہ اُترنے والوں میں سے کوئی شخص بھی غرق نہیں ہوا وہ لوگ دریا پار اُترنے والے اوّل سے آخر تک سب مع الخیر سالم رہے اور ایک شخص قبیلہ بارق سے جس کا نام عرقدہ تھا وہ دریا میں پُشت زین سے پھسل کر گھوڑے سے جُدا ہوگیا اور گھوڑا سُرخہ تھا اور رفش اور دُم اُس کی سُرخ تھی۔ گو یا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ گھوڑا اور سوار اُس کا ڈوب رہے ہیں۔ اُس وقت اُس کے پاس قعقاع بن عمرو اپنا گھوڑا پیراتے ہوئے جا پہنچے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا یہاں تک کہ وہ پار ہوگیا۔ اور ایک یہ بھی عجیب امر ہے کہ اُس پانی میں کسی کی کوئی چیز نہ گری اور نہ تلف ہوئی۔ ہاں صرف ایک شخص کا کاسہ چوبی کہ اُس کا تسمہ کُہنہ تھا وہ ٹوٹ کر پانی میں جاتا رہا اور موج اُس کو بہا لے گئی۔ تب صاحب کاسہ نے کہا کہ واللہ میں اُس کے ضائع ہونے سے رنج

وہ تکلیف اُٹھاوئیگا کیونکہ تمام لشکر میں سے اللہ تعالی میرا ہی جام چھین لیوے۔ آخر سب پار اُتر گئے تو مسلمانوں سے ایک شخص بنا بر حاجت غسل دریا پر آیا۔ ناگاہ موج نے وہی پیالہ اُس شخص کی طرف اُچھال دیا اُس نے اُٹھا لیا اور اس کو لشکر میں لایا تو مالک نے پہچان کر لے لیا۔ روایت ہے عمرو بن تمیم سے کہ جب مسلمانوں نے دریا کو عبور کیا تو اہل فارس نے دریا ہی پر بر لب آب ہنگامۂ قتال عظیم گرم کیا اور بہت سخت لڑائی لڑے اور اپنی جانوں کو سختیوں اور مصیبتوں میں ڈالا اور اس امر پر آمادہ ہوئے کہ اتنا لڑیں کہ لڑ کر مر جاویں۔ اور یہ خواص ملک کسریٰ اور اصحاب ایوان کسرے تھے اور صاحبان حصین و قلعہ تھے اور سالار و سرگروہ ان کا شہر یاض بن ساد رتھا چنانچہ خالد بن نمیر نے شہر یاض کی آنکھ تاک کر نیزہ مارا کہ انی اُس کی گُدی توڑ کر پار ہو گئی اور وہ اوندھا گرا اور پھر دوبارہ اس پر ایک ضرب تلوار کی ماری کہ وہ قتل ہو گیا ناگاہ اُس وقت ایک جماعت سواروں کی جانب ایوان کسرے سے وہاں آپڑی انہوں نے اس گروہ سے جن کا سالار شہر یاض تھا یہ بیان کیا کہ اب تم کس سے لڑتے ہو ملک کسرے تو فرار ہو گیا اور اپنا اہل و عیال اور اپنا خدم و حشم ساتھ لے گیا۔ اُن لوگوں نے جس دم یہ خبر سُنی تو وہ بھی پسپا بھاگے اور مدائن میں کوئی بات عجوبہ زیادہ تر پایاب ہونے دریا عبور کرنے مسلمانوں سے

نہ تھی۔ اور مسلمانوں نے دجلہ سے عبور کرنے کے دن کا نام یوم الجراثیم رکھا تھا (جراثیم جمع جرثومہ) اور جراثیم کیا ہے کہ خرموں کی شاخوں کے مُٹھے بندھے ہوئے بطور زخم یعنی جس طرح گٹھے بندھے تھے منجانب اللہ ظاہر ہوئے اور جدھر پانی پایاب تھا اسی طرف وہ بہتے تھے۔ چنانچہ لوگ عبور کرنے اُسی کی سپردہ پر ساتھ ساتھ چلے جاتے تھے اور وُہ جرثومہ یعنی میدان جو مانند موڑ چگان کے تھے زخم تنگ اسپان سے پیدا ہوئے تھے اور قیس بن ابی حازم نے اس طرح روایت کی ہے کہ جب ہم لوگوں نے اپنے تئیں دجلہ میں ڈال دیا تو اُس وقت دجلہ بڑے جوش وخروش پر تھا اور بہت زور وشور کرتا تھا۔ پھر جس وقت ہم بیچ دھاری میں پہنچے تو ایسا ہوا کہ پانی کی چھاپ فقط گھوڑوں کے تنگ میں لگتی تھی۔ جب اہل فارس نے یہ حال دیکھا کہ اہل اسلام بے مشقت اور بے تکلیف دریا اُترتے چلے آتے ہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ یہ لوگ جو دریا میں اس طرح بیباک و بے خطر چلے آتے ہیں گویا جن ہیں کہ بخدا تم لوگ آدمیوں سے نہیں لڑتے ہو بلکہ جنوں سے ارادہ لڑنے کا رکھتے ہو۔ یہ باتیں کر کے وہ لوگ بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ ایوان کسریٰ میں داخل ہو دیں مگر سعد نے اِس ارادے سے منع کیا اور کہا کہ کام میں عجلت کرنے سے باز رہو کیونکہ جلد بازی مورث ندامت وپریشانی ہے اور میں اندیشہ کرتا ہوں کہ فرار کرنا عجموں کا شاید اُن کے بعض مکائد ومکاریوں سے

ہو یہ سُن کے پھر کوئی داخل ایوان نہ ہوا۔ اور روایت ہے کہ اسلام البجازی نام ایک لڑکا سعد کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا۔ اے امیر واللہ مَیں نے آج خدا اور رسول کو راضی کیا کہ آج مَیں نے عجموں کے سپہ سالار (شہریاض) کو قتل کیا بعد ازاں اُن ساٹھ آدمیوں سے جو باقی رہ گئے تھے اُن سے اپنی بات پر (یعنی قتل شہریاض پر) گواہی چاہی مگر اُن میں سے کسی نے اُس کی گواہی نہ دی۔ تب سعد نے اُس جوان مجازی سے کہا کہ شہریاض کو تو نے قتل نہیں کیا ہے۔ یہ سُن کے اُس لڑکے نے سر نگون کیا اور ارادہ کیا کہ چلا جاوے تو ناگاہ اُسی اثنا میں ایک شخص صحابیوں میں سے کہ اس کا نام ہاشم بن قبہ تھا بول اُٹھا کہ اے امیر مَیں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ شہریاض سردار اہل فارس کو اُس نے قتل کیا ہے۔ پس سعد نے قول صحابی کی تصدیق کی اور اُس لڑکے کو خلعت دیا اور رخت مقتول بھی اُسی کے حوالہ کیا ✦

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بواسطہ عبداللہ بن بشر و سلیمان بن عامر کے نقل روایت کی ہے کہ جس روز اہل اسلام دجلہ میں داخل ہو کر پار اُترتے تھے تو اس وقت یزدجرد بالائے ایوان اپنے چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ اہل اسلام مثل دریا ملتے چلے آتے ہیں اور نہ اُن کے گھوڑے پیچھے مُڑتے ہیں نہ سوار کچھ گھبراتے ہیں اور صحابہ آپس میں باتیں کرتے آتے ہیں گویا کہ زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ملک یزدجرد کو اپنے ملک کے زوال کا یقین ہو گیا اور اپنی عزت اور

سلطنت جانے کا یقین آگیا۔ اُس وقت بادیدۂ گریان ودل بریان بام ایوان سے نیچے اُتر کر بیت المال سے خزانہ وجواہر لیا۔ اور توشک خانہ سے خلعت ہائے گراں بہا اور کوٹھوں سے ظروف قیمتی اور کچھ اور چیزیں بے بہا ہمراہ لے کر باقی جو کچھ اُس کے یہاں آلات وسامان حصار سے یا جو کچھ اسباب رسد غلّہ وغیرہ قسم کھانے پینے سے جمع تھا وہیں چھوڑا اور اپنے اہل وخواص کو ہمراہ لے کر نکل گیا۔ اور بعد ازاں اندرون شہر قصوی اوّل جو شخص داخل ہوا وہ یعقوب الهذمی تھے اور ہمراہ اُن کے جماعت خرساء تھی جو جماعت قنقاع بن عمرو کہلاتے تھے اور شہر قصوی وہ تھا جو منتہائے بلاد مدائن وغیرہ کے واقع تھا۔ اُس کو بستانیر بھی کہتے تھے اور وہی تختگاہ ومسکن بادشاہ کسریٰ تھا۔ چنانچہ شہر کے کوچوں اور تنگ گلیوں میں گھُس گئے۔ پھر کہیں کسی دشمن سے ملاقات نہ ہوئی۔ بعد ازاں سعد نے ارادہ کیا کہ شہر قصوی میں داخل ہوں جیسا کہ سابق میں زہیر بن جویریہ کو حکم کیا تھا کہ اپنا لشکر لیکر وہاں جاویں۔ غرضکہ سعد اندرون شہر داخل ہو کر بھاگے ہوؤں کی تلاش کرنے لگے اور ایک طرف ایک دوسرا غول ہمراہ مرقال کے گشت کرتا تھا۔ ناگاہ ایک شخص مرقال کو ملا کہ وہ حاجب ومصاحب کسریٰ کا تھا تب مرقال اُس کی فارسی زبان میں اس سے باتیں کرنے لگے اور وہ بولا کہ عرب بہ عبور دریا ہماری طرف آئے ہیں۔ وہ یہ کہتا تھا مگر مرقال کو نہیں جانتا تھا کہ یہ بھی عرب ہے۔ چنانچہ مرقال نے نیزہ مار کر اُس

کو قتل کر ڈالا اور اُس کے غلاموں کو قید کر کے سعد کے پاس حاضر کیا اور بعض روایات میں مذکور ہے کہ مرزبان کسریٰ سے ایک بڑا زمیندار تھا اور شہر میں بروز داخلہ عرب وہ بھی موجود تھا۔ مگر عربوں سے اس کو کچھ خوف و ہراس نہ تھا اور وہ اُس روز اپنے گھر سے کسی کام کو نکل کر اپنے گھر کو پھرا جاتا تھا۔ ناگاہ اُس نے دیکھا کہ غلمان وغیرہ اُس کے گھر کا اسباب بزودی تمام نکال رہے ہیں۔ تب مرزبان نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے وہ بولے کہ زنبوروں نے ہمارے گھروں پر غلبہ کیا اور ہم کو زبردستی نکال دیا۔ یعنی عربوں کے خوف شدائد سے ہم بھاگے جاتے ہیں۔ پھر اُس نے اہل شہر کا شدت سے شور و پکار کرنا اور ان کا نالہ و واویلا سُنا۔ اور وہ سب اپنا منہ پیٹتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر اُس دہقان نے اپنا ساز حرب نکالا اور وہ زرہ پہنی۔ اور ہتھیار لگائے اور اپنا گھوڑا طلب کر کے اس پر زین ڈالا اور تنگ خوب مضبوطی اور احتیاط سے لیا اور بہ ارادۂ جنگ سوار ہونے کو قدم رکاب میں رکھنا چاہا کہ رکاب ٹوٹ گئی۔ مکرر سہ کرر ایسا ہی اتفاق ہوا کہ اُسی اثناء میں ایک سوار عرب آیا اور اُس کو مار کر اور اس کے رخت و سلاح پر کچھ التفات نہ کر کے چلا گیا۔ پس جس وقت سعد داخل شہر ہوئے تو تلاش کرتے کرتے جب ایوان کسریٰ میں پہنچے تو یہ آیت پڑھنے لگے وَاَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ یعنی بعد ہلاک قوم کفار کے دریاب مکانات و باغات ان کے حق تعالیٰ نے

فرمایا۔ کہ ہم نے اُن سب چیزوں کا وارث اَور قوم کو کیا۔ اور جس وقت سعد داخل ایوان ہوئے تو گھوڑے سے اُتر کر پیدل ہو لیے اور وہیں نماز شکرانہ فتح آٹھ رکعت بیک سلام پڑھیں اور ایوان کو مسجد قرار دیا۔

روایت ہے کہ اس ایوان میں پیکر یعنی تصویر حضرت خضر نصب تھی۔ اُس کو اُسی حال پر چھوڑ دیا یعنی اس کو نہ مٹایا اور نہ خارج کیا اور جس روز سے ایوان میں داخل ہوئے بہ سبب قصد قیام چند روز کے وہاں اتمام نماز کیا یعنی قصر سفر موقوف کر کے نماز حضر تمام و پوری پڑھی اور نماز کو جمع کیا یعنی ظہر و عصر ایک ساتھ جمع کر کے پڑھا اور جس دن ایوان میں داخل ہوئے اُس دن جمعہ تھا تو اول نماز جمعہ جو ملک عراق میں پڑھی گئی وہ یہی جمعہ تھا کہ مدائن میں پڑھا گیا۔ یعنی جیسے وارد ملک ہوئے تھے تو برابر سفر رہا اور نماز قصر پڑھتے رہے کسی مقام پر قیام نہ ہوا تھا کہ اتمام نماز کرتے یا جمعہ پڑھتے۔ مگر مدائن میں بعد فتح جو بہ نیت قیام مقام کیا تو اتمام نماز و نماز جمعہ دونوں کو ادا کیا بعد ازاں سعد ایوان میں تین دن ٹھہر کر قصر ابیض میں آئے اور عمرو بن مقرن کو مال غنیمت پر داروغہ مقرر کر کے حکم کیا کہ جس قدر مال غنیمت و اسباب خزینہ و قصر ہائے کسریٰ و محلات و ایوان کسریٰ و دیگر مکانات و بازاروں میں ہو سب جمع اور فراہم کر کے اس کا شمار کر کے فہرست و تعلیقہ کر لو۔ جب اہل مدائن نے دیکھا کہ تمام عرب اس سرزمین میں یکجا و جمع ہو گئے تو وہ سب بھاگ نکلے۔ اور جس قدر مال و اسباب اپنا

اُٹھا سکے لے بھاگے مگر جو کوئی اُن میں سے کچھ لے بھاگا وہ سب مسلمانوں
نے اُن سے چھین لیا اور سعد کے پاس حاضر لائے اور سعد نے اُن سب
کو عمرو بن مقرن کے سپرد کیا اور اس نے اس مال کے ساتھ شامل کر
دیا جو بیت المال میں جمع تھا اوّل شئے جو جمع کی گئی وہ بھی مال و اسباب
تھا جو قصر ابیض و منازل کسریٰ اور سائر امکنہ مدائن میں فراہم کیا گیا
یعنی قبل اس کے جو کچھ مال غنیمت کہیں سے ہاتھ آتا تھا وہ مسلمانوں
میں تقسیم ہو جاتا تھا۔ مگر اس مرتبہ بیت المال میں جمع کیا گیا۔ اور جہد
بن سبار نے بیان کیا کہ جب ہم مدائن میں پہنچے اور ایک انبار کی
طرف ہمارا گذر ہوا اُس پر سرپوش برنجی ڈھکا تھا ہم لوگوں نے جانا
کہ کچھ کھانا ہے۔ جب اُس سرپوش کو اُٹھایا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک
ظرف کلان سونے چاندی کا ہے اس میں بہت سا کافور تھا سو
ہم نے جانا کہ وہ نمک ہے۔

روایت ہے کہ اسی عرصہ میں زہیر تلاش و طلب بتلاشی فرار
شدگان کے آنکلے۔ جب جسر نہروان پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ
اس پل پر بہت سے اہل فارس بہ تمام ساز و سامان و بہ کمال زینت
و آرائش جمع ہیں اور بالائے جسر ایک اژدحام ہے اس لئے کہ
ایک استر اُن کا پانی میں گر پڑا تھا تو وہ سب ہجوم کر کے اُس کو نکال
رہے تھے۔ اور آپس میں شور و غل کرتے تھے۔ اتفاقاً اسی ہنگامہ
میں ایک اور استر پانی میں گر پڑا تو وہ لوگ بڑے حیران ہوئے

جب مسلمانوں نے دیکھا تو انہوں نے کہا اس استر کے لئے کوئی امر عظیم ہے اس لئے یہ سب اُس کے درپے ہیں۔ اس وقت ان پر حملہ کرو اور تلواریں مارو۔ تب ہم نے اُن پر حملہ شدید کیا اور اُن میں سے بہتوں کو قتل کیا اور باقی بھاگ گئے اور ہم نے اس استر کو جو نکالا تو دیکھا۔ کہ اس پر حُلّۂ کسریٰ اور خلعت پُر زر تھا اور اس کی ایک زرہ گراں قیمت تھی اور ایک حمیل تھی جس میں جواہر جڑے تھے کہ اس کو پہن کر مباہات سے جلوس کرتا تھا۔ آخر وہ سب ہم لے آئے اور سہل بن سابق نے کہا کہ ہم نے استر لیا۔ اور اُن کو حوالہ داروغہ بیت المال کے کیا مگر ہم نہ جانتے تھے کہ اُس پر کیا ہے؟ اور یعقوب نے اپنے جد سے نقل کی ہے کہ جو لوگ بہ طلب مفروروں کے نکلے تھے میں بھی اُن کے ساتھ تھا۔ ناگاہ ہم نے دو استر دیکھے اور ان کے ساتھ دو ہی آدمی بھی تھے۔ جو کوئی اُن کے قریب جاتا تھا تو اُن کو تیر مارتے تھے چنانچہ کسی کو اُن کے نزدیک جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر میں نے عزم بالجزم کر کے اُن دونوں پر حملہ کیا۔ بالآخر دونوں کو قتل کیا اور دونو استروں کو پاس داروغہ بیت المال کے لے آئے۔ کیونکہ تمام عراق سے جو کچھ عرب لاتے تھے وہ لکھا جاتا تھا۔ پھر جس وقت میں اُس کے پاس دونوں استروں کو لایا تو اُس نے مجھ سے کہا ذرا ٹھہر جا۔ تاکہ میں دیکھ لوں تیرے ساتھ کیا چیز ہے؟ پھر میں نے اُس پر سے پوشش جو ہٹائی اور خورجی کھولی تو ایک استر پر تو تاج کسریٰ اور

اقسام جواہر تھے۔ اور دوسرے پر خلعت و پوشاک کسریٰ تھی اور وہ سب پُر زر اُس میں لعل و گوہر لگے ہوئے تھے۔ محمد بن طلحہ و مہلت سے روایت ہے کہ قعقاع جس وقت بہ طلب و تلاش مفرورین کے روانہ ہوئے تو فارس کے سواروں میں سے ایک سے ملاقات ہوئی وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے لگا۔ یہ لوگ اُس سے پریشان ہوئے اور بہت گھبرائے اور کوئی ایسا نہ تھا جو اس کے نزدیک جا سکتا۔ اُس وقت قعقاع نے اپنے عزم بالجزم اور شدت صولت سے اُس پر قصد کیا اور اس کو بھالا مارا اور قتل کیا اور اُس کے اسباب ہمراہی میں سے دو صندوق مقفّل ہاتھ لگے۔ ایک صندوق کو کھولا تو اس میں پانچ تلواریں تھیں۔ مذہب وا زکوفت اور زرہیں کسریٰ کی اور خود کمر پٹکا اُس کا۔ دوسرے کو جو کھولا تو اُس میں زرہ ہرقل بادشاہ روم کی تھی زرہ ملک ما بان ترک اور اَور زرہیں طائفہ ملوک کی تھیں جو ہنگام ستیز قبل از گریز ہمراہ کسریٰ موجود تھے اور ان تلواروں میں ایک تلوار تو کسریٰ کی کمر کی تھی اور ایک ہرقل اور ایک ایک محمود خاقان و نعمان بن المنذر کی تھی۔ چنانچہ جس دم سعد بن ابی وقاص نے ان سب اشیاء کا ملاحظہ فرما کر کہا اے قعقاع ان تلواروں میں سے جونسی تجھے پسند ہو اُٹھا لے اور اس سے اعدائے دین کے ساتھ جہاد کر۔ تب قعقاع نے شمشیر ہرقل اُٹھالی۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے اُس کو بہرام گور کی زرہ بھی دی اور باقی اسباب قعقاع کی جماعت کو

عطا کیا۔ تیغ کسریٰ اور تیغ نعمان دونوں برائے نذر امیر المومنین رکھ لیں۔ اسی لئے کہ شامل خمس کے مع تاج مرصع کار و پوشاک زرتار ارسال فرماوینگے صحابہ میں سے ایک شخص ناقل تھا جو بر وقت تعاقب فراریاں لشکر کسریٰ میں بھی غازیوں کے ہمراہ تھا اسی ہنگامہ دار وگیر میں کہ میں ایک راستہ پر چلا جاتا تھا۔ ناگاہ اثنائے راہ میں ایک شخص مجھ کو ملا کہ وہ اپنے حمار پر سوار تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ پشت خر سے اُتر کر پیادہ ہو گیا اور اس کو جلد جلد ہنکالے چلا۔ یہاں تک کہ نہر پر پہنچا۔ اور گذر گھاٹ تلاش کرنے لگا۔ لیکن اُس کو پار اُترنا ممکن نہ ہوا تھا تب میں اُس کے نزدیک گیا تو وہ مجھ پر تیر چھوڑنے لگا۔ اُس وقت میں اُس کے تیر سے اندیشہ ناک ہوا۔ آخر کار میں بھی اُس کا تیر کاٹ کر اور زد بچا کر اُس پر حملہ آور ہوا اور پہلے ہی وار میں اُس کو قتل کیا اور اُس کا حمار لے لیا۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ اُس کا ساتھی ایک آدمی اور بھی ہے اور اُس کے پاس بھی ایک خچر ہے۔ مگر وہ اپنے رفیق کو کشتہ دیکھ کر اپنا خچر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ میں دونوں خچروں کو لے آیا۔ اور مہتمم بیت المال کے سپرد کیں جب اُن دونوں کی پشت سے زین پوش جو اُٹھا کر دیکھا تو ایک خچر پر ایک گھوڑا از نقرہ بنا ہوا تھا اور اُس پر زر و جواہر قسم قسم کے جڑے ہوئے تھے اور اسی طرح کی اُس کی لگام تھی اور ایسا ہی اُس کا زین بھی تھا اور دوسری خچر سے ایک اُونٹنی سونے چاندی کی بنی ہوئی

اور اس پر پالان سونے کا جڑاؤ اور اس کی مہار بھی سونے کی اور
اس میں تمام نگینہ ہائے یاقوت بیٹھائے ہوئے اور اس پر ایک مرد
ناقہ سوار بھی بسیمنن زرین سپر آہنی پہنے ہوئے تھا۔ چنانچہ کسرے
کبھی وہ گھوڑا اور کبھی وہ ناقہ اپنے تاج میں لگاتا تھا۔ اور اس سے
تمام ملوک روئے زمین پر تفاخر و مباہات کرتا تھا *

ابو علبیدۃ البھری نے بیان کیا کہ جب مسلمان مدائن میں داخل
ہوئے اور مہتمم بیت المال غنیمت کا مال جمع کرتا جاتا تھا اور تمام آدمی
جو کچھ لاتے جاتے تھے وہ سب اسی داروغہ کے سپرد کرتے جاتے
تھے جس وقت یہ دونوں حمار اس کے حوالہ ہوئے تو اس نے کہا واللہ
میں نے کبھی ایسی چیزیں نہیں دیکھیں۔ بعد ازاں اس کو جو دونو
حمار لایا تھا۔ حلف دے کر پوچھا کہ اس کے سوائے تو نے کچھ اور
بھی مالک حمار سے لیا ہے یا ان چیزوں میں سے کچھ تو نے بھی نکال
لیا ہے۔ اس نے کہا واللہ اگر خدا کو حاضر ناظر نہ جانتا تو یہ دونوں
حمار تمہارے پاس نہ لاتا۔ تب اس مہتمم نے کہا خیر تو مجھے یہ بتا کہ تو
کون شخص ہے اس نے کہا واللہ میں تجھ کو اپنا نام و نشان نہ بتاؤنگا
اس لئے کہ تو میری مدح و ستائش کریگا لیکن میں حمد خدائے عزّ و
جل کرتا ہوں اور اس کے عطائے ثواب بے حساب پر راضی اور
اس کی جزائے خیر کا امیدوار ہوں۔ یہ بات کرکے وہ شخص وہاں
سے روانہ ہوا۔ مگر ایک آدمی داروغہ کے پاس سے اس کے پیچھے

ہو لیا اور کچھ آگے جا کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عامر بن عبد القیس ہے۔

روایت ہے کہ اس خبر کو سُن کر (جو گفتگو درمیان عامر و مہتمم بیت المال کے ہوئی تھی) سعد بن ابی وقاص نے کہا میں قسم کرتا ہوں اُس خدا کی جس کا کوئی شریک نہیں کہ اصحاب جیش قادسیہ میں سے یعنی ہمارے اس لشکر میں سے میں کسی کو ایسا نہیں جانتا ہوں کہ جس کو طلب جاہ و مال دنیا ہو۔ چنانچہ ہمارے نزدیک تین شخص مہتمم بے لوث ہوئے تھے تو ہم نے ایک شخص کو واسطے دریافت احوال اُن کے پیچھے لگا دیا تھا۔ سو ہم ان کے اوصاف امانت و زہد و دیانت سے عاجز رہے اور تینوں ایک تو طلحہ بن خویلد جو حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مُدّعی نبوّت ہوا تھا دوسرا عمرو بن معدیکرب اور تیسرا قیس بن ہبیرہ۔

روایت کی ہے اُن اشخاص نے جو فتح مدائن میں حاضر تھے کہ جب ہم نے بعد فتح قصر ابیض کے وہاں سے کُوچ کیا تو کچھ زمیندار لوگ وہاں آ کر داخل ہوئے اور اس قلعہ کو پکڑا اور وہ سب اہل فارس میں ارشد رزم و قوی عزم تھے اور اُنھوں نے آپس میں عہد و حلف کر لیا تھا کہ ہرگز یہ خالی نہ کرینگے پھر جب لوگ مسلمانوں میں سے وہاں پر آئے اور درپے اُن کے محاصرے کے ہوئے وہ قعقاع تھے اور ہم بھی ان کے ہمراہ تھے پھر جب ہم نے اُن زمینداروں کو دیکھا

کہ آمادہ مرگ و جان بہ کف ہیں۔ ہم لوگ اُن کے تیر پرتاب اور فلاخن کی زد سے ہٹے ہوئے محاصرہ کئے رہے آخر جب طول کھینچا اور ہم کو اُن پر موقع نہ ملا اور نہ وہ وہاں سے نکلنے پائے تب ہم لوگ سعد سے شکایت کرنے لگے کہ ہم لوگ ان گبر بے دینوں کا محاصرہ کرنے سے اور کہیں کے جہاد سے محروم ہیں۔ تب سعد نے سلمان فارسی سے کہا کہ تم اُن لوگوں کی طرف جاؤ اور برائے مصالح امور مسلمین کی کوئی تدبیر و کچھ فکر کرو یہ سُن کر سلمان فارسی اُن کی جانب آگے بڑھے اور فارسی زبان میں اُن سے کلام کرنے لگے تو وہ تیر چلانے اور پتھر برسانے سے باز رہے اور ٹھہر گئے اور سلمان سے بولے تو کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں مسلمانوں کا بھیجا ہوا آیا ہوں تم خود جان لو کہ جو شخص اپنی جان یا مال خواہ اولاد کے لئے مقاتلہ کرتا ہے تو اس وقت ایسا کرتا ہے جب امید مخلصی و رستگاری کی رکھتا ہے مگر میں تمہارے واسطے کوئی صورت خلاصی کی نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ تمہارا بادشاہ تو بھاگ گیا اور ہم نے اُس کا ملک و خزانہ لے لیا۔ اب مدائن میں تمہارے سوائے کوئی مخالف باقی نہیں رہا پس تم خدا سے ڈرو اور مفت اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو اور اس قلعے کو خالی کر کے ہمارے سپرد کر دو کہ اسی میں تمہاری بہتری ہے اور تم کو امان ہے جدھر جی چاہے چلے جاؤ کوئی ہم میں سے تمہارے ساتھ تعرض نہ کریگا۔ غرض جب اُن لوگوں نے کلام سلمان کی سُنی تو جواب دیا کہ جب تک ہم سب لڑ کر

مرنہ جاوینگے ہرگز یہ قلعہ خالی نہ کرینگے - یہ سُن کر اُن لوگوں کے حسبِ حال یہ آیت پڑھی - وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِہِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ وَکَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیْزًا یعنی جن لوگوں نے کفر کیا تو حق تعالیٰ نے بہ سبب اُن کے بغض و غیظ کے اُن کو مردود کیا اور باز رکھا کہ وہ امورِ خیر کو نہ پہنچے اور برکات سے محروم رہے اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ مومنوں کے حق میں قتال کے لئے کافی و وافی ہوا کہ وہ جل و علا بڑا توانا و غالب ہے - چنانچہ ایسا ہوا کہ سلمان اپنے ہاتھ سے تیروں کی طرف اشارہ کرتے جاتے تھے تو وہ تمام تیر دائیں بائیں نکل جاتے تھے یہاں تک کہ اُن تیروں میں سے ایک بھی اُن کے جسم پر نہ لگا - یہ دیکھ کر وہ سب کہنے لگے تجھ کو قسم ہے اپنے اُس شخص کی جو تیرا مشارٌ الیہ ہے اور جس کی طرف تو مائل ہے سچ بتا تو کون ہے؟ سلمان نے جواب دیا کہ میں وہ دیرینہ سال ہوں کہ عمر میری چار سو سال کی ہوئی آخر ایام میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا یہاں تک کہ اِس اُمت کے نبی صلی اللہ علیہ کی خدمت میں بھی فائز ہوا - چنانچہ جب میں حاضر خدمت بابرکت ہوا تو انہوں نے میرا اکرام کیا اور جب میں نے اُن کی خدمتگذاری کی تو انہوں نے مجھے عظمت بخشی یہاں تک کہ مجھے اپنے اہل بیت میں محسوب کیا اور فرمایا سَلْمَانُ مِنْ اَھْلِ الْبَیْتِ اور دوسری روایت میں سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ یعنی سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے پس جس وقت اُن لوگوں نے کلام سلمان کا سنا تو معرفت

سلمان کی اُن کو ثابت و تحقیق ہوئی اور خوب یقین ہوا کہ یہ شخص اکابر و ابرار
اہل دین اسلام سے ہے اور سلمان کے سامنے انہوں نے گردنیں جھکائیں
اور بصلح و راستی پیش آئے اور کہنے لگے واللہ ہم اپنے ارادہ اور راز کو تم
سے مخفی نہ رکھینگے۔ چنانچہ سبب ہمارے قتال کا یہ ہے کہ ہم مال و متاع
کے لئے تو نہیں لڑتے بلکہ ہمارا بادشاہ کسرےٰ جو چلا گیا اور ارادہ شہر
نہاوند کا کیا ہے اور اپنی دختر بیمار کو اپنے ساتھ لے جانے سے معذور رہا
اور اس کو ہمارے سپرد کیا۔ ہم نے حکم اس شہزادی کا اپنے اوپر واجب
و لازم کیا ہے اگر تم ہم کو اس کے باب میں امان دو تو ہم کسرےٰ کی بیٹی
تمہارے سپرد کر دیں۔ جب سلمان نے ان کا یہ بیان سنا تو کہا خیر تم
ابھی اپنے اس امر کو پوشیدہ رکھو میں جا کر امیر سے مشورہ کرتا ہوں۔
تب سلمان وہاں سے اپنے لشکر میں واپس آئے اور جو کچھ ان لوگوں سے
سُنا تھا وہ سب سعد سے ذکر کیا۔ سعد نے کہا اے عبداللہ سلمان تحقیق
کہ مسلمان تمام عراق میں متفرق ہیں مجھ کو اندیشہ ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی
اُن میں سے اُن پر آپڑے اور ان کو ان کے حال پر باقی نہ چھوڑے
اس لئے اُن سے کہہ دو کہ اگر تم ہماری حمایت میں آجاؤ تو ہم پر تمہاری
اعانت واجب و لازم ہو جاویگی پھر اس وقت جدھر تمہارا ارادہ ہو بلا
تامل چلے جاؤ کہ بعد اس کے جو کچھ تم پر وارد ہو ہم اس کے ضامن ہیں
یہ سُن کر سلمان پھر اُن زمینداروں کے پاس گئے اور جو کچھ سعد نے
کہا تھا ان سے ظاہر کیا۔ چنانچہ جو لوگ اُن میں دانشمند تھے وہ کہنے

لگے واللہ اگر عرب حق پر نہ ہوتے تو فارس اور روم پر کبھی فتحیاب نہ ہوتے اب مقتضائے عقل یہ ہے کہ ہم بھی عربوں کا دین اختیار کریں اور اُن کے سایہ دولت میں بہ امن و آسائش زندگی بسر کریں کیونکہ یہ قوم ارادہ مُلک و مملکت کا نہیں رکھتی ہے اور تم اُس شخص (سلمان) کی عظمت کو دیکھتے ہو اور جو کچھ اس کی کرامت تمہارے روبرو ظاہر ہوئی وہ بھی تم نے مشاہدہ کی۔ بعد اس گفتگو کے اُن لوگوں نے خفیہ دروازہ کھول کر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہونے سے پہلے سلمان کے پاس آئے وہ اُن سب کو اپنے ہمراہ لے کر امیر سعد کے پاس گئے اور وہ سب ان کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ جب یہ واقعہ ہو چکا تو سعد رونے لگے اور فرمایا اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ اے پروردگار تو اسی طرح اسلام کی نصرت کر اور یہ آیت پڑھی تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ یعنی یہ گردش ایام و انقلاب زمانہ ہے کہ ہم اُس کو درمیان آدمیوں کے ہاتھوں ہاتھ پھراتے ہیں۔ مُلک دُنیا یونہی دست بدست دورا کرتا چلا آتا ہے اور چلا جائیگا۔ الغرض سعد نے مہتمم بیت المال سے کہلا بھیجا اُس نے جو کچھ مال و خزانہ ملک کسریٰ کا قصر ابیض میں تھا وہ سب قبضے کر لیا۔ پھر جس وقت مال غنیمت مسلمانوں پر تقسیم ہوا تو اُن زمینداروں کو بھی (جو اسلام لائے تھے) سارے مسلمانوں کے برابر حصہ دیا گیا۔ بعد ازاں ہر ایک اُن میں سے اپنے اپنے مسکن میں آباد ہوا۔ جب اُن لوگوں نے سعد کی یہ عدالت دیکھی اور جو کچھ اُنہوں نے زمینداروں پر نوازش کی تھی لوگوں نے سُنی تو ہزاروں آدمی

اُن کے دیکھا دیکھی اسلام لائے +

روایت کی واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ بن عبداللہ سے اُس نے عمرو سے اُس نے اپنے جد یحییٰ سے انہوں نے کہا سوائے اس روایت کے مجھے اور روایت بھی پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ جب ہرمزان لشکر کسریٰ کے پسپا ہوئے تو ہاشم بن عتبہ نے اُن کا تعاقب کیا تو نوبت اس کے ترک و تاز کی حوالی حلوان تک پہنچی وہاں ایک جماعت اہل فارس سے ملاقات ہوئی کہ وہ لوگ اپنے ساز و سلاح سے چست و درست تھے اور ان کے ہمراہ بہت سے ہودج و محمل تھے اور اُن پر عماریوں میں زنانہ سواریاں تھیں اور بہت سے خدام کنیز و غلام ایک محافہ کے گرد تھے اور محافہ خرما کی لکڑی سے بنا ہوا تھا۔ اُس پر پوشش رنگ برنگ کی تھی اور تار تار اس کا زریں تھا اور بیل بوٹے اس کے طلائی اور مرصع بجواہر بے بہا تھے اور اس کی چمک کے آگے نظر نہ ٹھہرتی تھی۔ ہاشم نے یہ کیفیت دیکھ کر باتفاق اپنے اصحاب کے اُس گروہ پر حملہ کیا اور انہوں نے بھی اُن پر حملہ کیا اور رجال خود صابر و ثابت رہے اور اُسی محافے کے لئے سخت لڑائی کی کیونکہ وہ محافہ شاہزمان دختر ملک یزدجرد بن کسریٰ کا تھا اور اُسی شہزادی کو ساقر بن ہرمز اپنے اہتمام میں لئے جاتا تھا چنانچہ ساقر کو ہشام نے قتل کیا اور صحاب ہاشم نے ہمراہیان ساقر سے بہتوں کو قتل کیا اور باقی پس پشت پسپا ہوئے اور ہشام نے سب محافے اور اُن خادموں اور کنیزوں و غلاموں کو جو گرد و پیش

محافہ جلو میں تھے اپنے قبضہ کر کے اُن سب کو سعد کے پاس لا حاضر کیا اور اُن کو اس بات کی خبر دی کہ اُن سب کے ساتھ اس محافے میں کسریٰ کی بیٹی ہے۔ یہ سُن کر سعد نے یہ آیت پڑھی۔ اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ یعنی اے پروردگار مالک مُلک لازوال توہی مُلک و بادشاہت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور توہی مُلک و سلطنت چھین لیتا ہے جس سے چاہتا ہے اور توہی جس کو چاہتا ہے عزّت وغلبہ عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل ومغلوب کر دیتا ہے بعدازاں سعد نے خزانوں کا ملاحظہ کیا اور اس میں دو بڑے بڑے صندوق نظر آئے کہ وہ اندر باہر تمام دیباج زربفت سے منڈھے تھے اور اس میں مسند کسریٰ رکھی تھی جو تمام زرتار وریشم سے بُنی تھی اور ہیرے وجواہرات اُس پر سجے تھے۔ جس وقت سرما میں عیش ونشاط مے نوشی کرتا تھا تو اُس مسند کو اپنے ایوان میں بچھواتا تھا اور اس مسند کا نام بساط نزہت وبساط مسرت رکھا تھا۔

روایت ہے کہ جب سعد نے لوگوں پر غنیمت تقسیم کی تو ہر ایک سوار کو بارہ ہزار دینار حصہ ملا اور وہ سبھی سوار تھے اُن میں کوئی پیدل نہ تھا جو لوگ وہاں حاضر نہ تھے شہر حیرہ میں عورتوں اور بچوں کے ہمراہ تعینات تھے اُن کا حصہ بھی نکالا گیا۔ پھر وہاں کے مکانات بھی لوگوں میں تقسیم کئے۔ خزینہ دار تو عمرو بن المدائن تھے اور مہتمم تقسیم کے

سلیمان بن ربیعہ ہوئے تھے اور فتح مدائن ماہ صفر میں ہوئی تھی اور خمس نکالا گیا۔ اور جب ارادہ تقسیم بساط کا کیا تو کسی کے ذہن میں نہ آیا کہ اُس کی قیمت کس طرح کی جاوے۔ تب سعد نے کہا اے گروہ مجاہدین میری رائے میں آتا ہے کہ اس بساط کو ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بجنسہ بھیج دیں۔ اُن کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں کریں یہ سُن کر سب کے سب ایک زبان ہو کر بولے جو آپ کی رائے ہو وہ بہت خوب و مناسب ہے آخر اس بساط کو پھر اُسی صندوق میں رکھ دیا اور مال خمس پر اس کو اضافہ کیا اور یہ نامہ لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے :۔

خط

ابتداء کی جاتی ہے اس نامہ کی خداوند تعالیٰ بخشش کرنیوالے مہربان کے نام پر اور یہ خط امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے منجانب اُن کے عامل سعد بن ابی وقاص کے جو ملک عراق پر مامور و مقرر ہیں۔ بعد حمد خدا و درود سردار انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ پر ہمارا سلام ہیں سپاس اس خدا کی کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی دوسرا پرستش کے لایق نہیں اور درود بھیجتا ہوں اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس بات پر کہ اُس نے ہم سے لطف و احسان کیا ہے بہ سبب ظفر یاب کرنے کے ایسے دشمن پر جو مطیع شیطان ہے اور اُس نے میدان گمراہی

اپنی باگ چھوڑ دی ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے ہم کو خوبی عبودیت پر جرأت و استطاعت بخشی ہے تو اس سے ہم نے تمام ملک بادشاہ کسریٰ کا فتح کر لیا۔ حالانکہ اُس نے بہت حملے کیئے اور بارہا جنگ آوری کی باوجود کمال تندی و سرکشی اس کے سرداران لشکر کے جن کی ہیبت و رعب کی ان کے ملک میں بڑی دھاک تھی۔ چنانچہ حق فرماتا ہے کہ ملائکہ رو و پشت پر مارتے تھے یہ اس لئے کہ اللہ مومنوں کا مالک و ناصر ہے اور کافروں کا کوئی حامی و مددگار نہیں۔ غرضکہ ہم نے لشکر مخالف کو تہ تیغ کیا تو وہ دشمن خدا (یزدجرد) بھاگ گیا۔ اور ہم نے اس کی دختر کو پکڑ لیا۔ اب ہم اس بات میں منتظر ہیں آپ کے حکم کے کہ اب کیا کیا جائے فی الحال ہم مدائن میں مقیم ہیں اور سلام ہمارا آپ پر اور مسلمانوں پر اور رحمت و برکات خدا سب پر نازل ہو فقط یہ عریضہ معہ مال بشیر کے سپرد کر کے پانچ سو سوار ہمراہ کر دیئے اور کسریٰ کی بیٹی کو بھی اس کے محافے میں سوار کر کے معہ اس کی کنیزو غلام بشیر کے ہمراہ بھیج دیا۔ بعد ازاں سعد کی رائے میں آیا کہ ایک بشیر نقیب فتح مدائن کی خبر دینے والا بھی ساتھ جا دے اور آگے آگے اموال خمس کے رہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر فضل و کرم کیا ہے وہ سب بیان کرتا چلے تاکہ ہیبت و رعب فتوح دلوں میں زیادہ ہو۔ پس اس کام کے لئے جیش بن ناجذ الاسدی یا واللہ اعلم ابن ہلال کو بھیج دیا وہ اپنے ناقے پر سوار ہو کر بہ قصد مدینہ نکلا اور سطے

منازل اور قطع مراحل میں تعجیل کرتا تھا اور حضرت کا یہ دستور تھا کہ
نماز صبح بقرأۃ سورہ مختصر پڑھ کر اپنے ناقے پر سوار ہو کر عراق کے
راستہ کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور اس بات کے متلاشی رہتے تھے کہ
مسلمانوں سے کیا کوئی بات سنائی دیتی ہے۔ چنانچہ ایک روز حسب
معمول اسی جانب سوار چلے جاتے تھے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ حبیش
اپنے ناقے پر سوار سامنے سے نمودار ہوا پس جب حضرت عمر نے اس
کو دیکھا تو اس کی طرف قصد کیا اور پاس جا کر استفسار حال کیا کہ
بندۂ خدا تو کہاں سے اور کدھر سے آتا ہے اس نے عرض کی یا امیر
المومنین میں مدائن سے آتا ہوں۔ تب پوچھا کہ تیرے پاس وہاں کی
کیا خبر ہے خدا تیری آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور ہماری تمہاری مغفرت
کرے۔ اس نے کہا یا امیر المومنین مژدہ باد بہ فتح عام وسعادت تمام
کہ حق تعالیٰ نے لشکر مشرکین کو شکست دی دَابِرَ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ
یعنی حق تعالیٰ نے پیچھا قوم منکرین کا کاٹ دیا کہ ان کے پیچھے والا کوئی
باقی نہ رہا تاکہ ان کی حمایت و پشت پناہی کرے اور یہ کنایہ استیصال
اور قطع نسل سے بھی ہے اور اس سے ان کے دیر و دیار خالی اور ویرانہ
ہو گئے اور ان کے آثار و نشان مٹ گئے اور سارے اسپ و شتر ان
کے تلف ہو گئے اور تمام فوج و جماعت ان کی الٹ گئی اور تمام جمعیت
ان کی پراگندہ ہو گئی اور ان کے محلات و عمارات خراب ہو گئے اور
مدت ہائے زندگی اور عمریں ان کی کوتاہ ہو گئیں اور احوال ان کے

پریشان ہو گئے اور مسکن اُن کے بلے چراغ اور وطن اُن کے ویران ہو گئے چنانچہ جس وقت حضرت عمرؓ نے یہ گفتگو سُنی تو حمد و ثنا خداوند کریم بجا لائے اور فرمایا کہ وہ اپنے گھروں اور آرامگاہوں سے آوارہ و خوار ہو گئے بعد ازاں وہاں سے اپنے دولت سرائے کو پھرے اور جیش ساتھ ساتھ فتح مدائن کا ذکر اور وہاں کی باتیں کرتا چلا۔ یہاں تک کہ مسجد میں پہنچے اور لوگ یہ خوشخبری سُن کر بڑے ذوق و شوق سے غول کے غول ہر طرف سے آنے لگے مسجد تمام خلقت کے ہجوم سے پُر ہو گئی اور کشمکش ہونے لگی اور جیش سامنے کھڑا ہوا۔ اُن سب سے حالات بیان کرتا تھا اور حاضرین حمد و ثنا سے خدا کی تعریف کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے تھے بعد ازاں بشیر بھی مال خمس وغیرہ لے کر آ پہنچا کہ علاوہ اس مال کے اُس کے ہمراہ کسریٰ کی بیٹی تھی اور اس کے ساتھ کسریٰ کی پوشاک اور تاج اور سلاح اُس کا اور اُس کی بساط تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سب چیزیں ملاحظہ کیں تو فرمایا کہ یہ شخص (سعد بن ابی وقاص) بڑا امین ہے جس نے ہمارے لئے یہ سب اشیاء ہدیہ بھیجیں۔ اُس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہ، نے فرمایا کہ اب تم غنی ہو گئے چاہئے کہ رعایا کو بانٹ دو۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے بعد ادائے حمد و ثنائے باری تعالیٰ کے مال خمس سے حصہ اُن مسلمانوں کا بھی نکالا جو اس وقت غائب تھے اور باقی خمس ابو اضیع خود مناسب جگہ پر تقسیم کیا۔ بعد ازاں صحابہ

کو فرمایا کہ مجھے مشورہ دو کہ اس بساط یعنی گلیم کو کیا کروں ۔لوگوں نے کہا ہم سے آپ کی رائے بلند و برتر ہے۔ مگر حضرت علی نے یہ فرمایا کہ تو اپنے اوپر نادانی کو راہ نہ دے اور شک میں نہ پڑ۔ اس لئے کہ مال دنیا سے تیرے لئے کچھ نہیں ہے یعنی ساتھ نہ جائیگا مگر جو کچھ تونے کسی کو عطا کیا وہ تو جاری رہا اور جو تونے پہنا وہ بوسیدہ کر ڈالا ۔ اور جو تونے کھایا وہ کھویا۔ تب حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ اے ابوالحسن یہ سب راست اور درست ہے ۔بعد ازاں اس بساط کو ٹکڑے ٹکڑے کرواکر اُن لوگوں میں تقسیم کیا چنانچہ اُن میں سے ہر ایک آدمی کو ایک ایک ٹکڑا ملا۔ پھر جس نے اس کو فروخت کیا اس کا بیس ہزار دینار ملا۔ جب تقسیم قطعات بساط سے فارغ ہوئے۔ تب محکم بن رواحہ کو بُلایا گیا۔ یہ شخص اہل مدینہ میں سب سے بڑا جسیم و تنا ور تھا اور نیز بڑا کج خلق و بدمزاج تھا۔ جب وہ آیا تو اس کو خلعت کسریٰ کا پہنایا اور اس کی حمائل جس میں جواہر لٹکتے تھے اُس کے گلے میں ڈالی اور اس کا تاج اس کے سر پر رکھا اور اس کے دستلے اُس کے دونوں ہاتھوں میں پہنائے اس کا کمر بند اس کی کمر میں باندھا۔ غرضکہ جب سارا حُلّہ و حلیہ کسریٰ ابن رواحہ کے تن پر سجا اور تمام پوشاک اُس کو پہنائی اور اس کے ہتھیار لگائے اور زرہ و خود وغیرہ ساز حرب سے اس کو آراستہ کیا اُس وقت لوگوں نے جو اس کی طرف دیکھا تو کسریٰ جو اُس کی بادشاہی میں تھی، نظر آئی ۔ چنانچہ حضرت عمر

لہ ابن رواحہ کو موافق کسریٰ کے آراستہ کرنا اور اسکو ہم شبیہ اس کا بنانا برائے عبرت ناظرین تھا۔

بن الخطاب نے شبیہ کسریٰ دیکھ کر لوگوں سے خطاب کیا کہ عبرت پکڑو دُنیا سے اور دیکھو اس کے انقلابات کو نسبت اہل دُنیا کے کہ مصائب و مُہلکات اس کے کیسے کیسے نظر آتے ہیں۔ یہی کسریٰ تھا کہ باعث کثرت اپنے مال و خزانہ و زر و جواہر کے اور بہ سبب عالی جاہ و عزت اور ملک وافر ہونے کے ملوک دنیا پر ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا۔ لیکن اُس نے باوجود اس قدر ذی رُتبہ ہونے کے بھی اپنی ذات خاص کے لئے کچھ نہ کیا۔ جو خدا تعالیٰ اس سے خوش ہوتا۔ مگر یہ کہ امید کاذب نے اس کو مغرور کر دیا یعنی خیال باطل نے اس کو دام فریب میں ڈالا آخر حق تعالیٰ نے اُس کو پکڑا اور اس کی جائے پناہ سے اس کو باہر نکال کر آوارہ خانماں کیا یہاں تک کہ جو کچھ اس نے اپنے دین و دُنیا میں اکٹھا کیا ہے اسی میں مُبتلا رہیگا۔ ازاں بعد لوگوں نے مکرر بیان کیا کہ اے گروہِ مرداں دیکھو یہ بادشاہ مدائن کا تھا کہ اپنے اصحاب سے جُدا اور اپنے اقرباء سے تنہا رہ گیا اب وہ حشمت و سلطنت کہاں ہے؟ اور وہ تمام لشکر و مددگار کہاں گئے؟ اور وہ کنیزیں اور غلام کہاں؟ وہ تاج و کلاہ کہاں؟ وہ جنبش ہوا خواہ کدھر اور وہ ہاتھی گھوڑے کہاں گئے؟ یہ کہہ کر بعد میں یہ آیت پڑھی قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں سے کہہ دے کہ مال و متاع دنیا قلیل و ہیچ ہے یعنی کچھ مال نہیں بعد ازاں لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ اے جماعت اصحاب مَنْ لَّهٗ مِنْكُمْ يَدٌ

سابق یعنی تم میں سے جس شخص کا ہاتھ سبقت رکھتا ہے۔ یہ اشارہ ہے
اس بات سے کہ جس کا کچھ حق و استحقاق سابق ہو چاہیے کہ وہ اُٹھ کر
سامنے آوے اور بیان کرے۔ یہ سُن کر عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ امیر المومنین میں پسر ہوں صاحب
و خلیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اُس شخص کا پسر ہوں جو سب
سے پہلے ایمان لایا اور جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پُشت
پر اُٹھایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور نصرت کی۔
اور مال اپنا راہِ خدا میں دیا اور ان کے ساتھ داخل غار ہو کر یار غار ہوا
اور اُن کے سامنے کافروں سے جہاد کیا اور جھگڑنے والوں سے جھگڑا
اور اُن لوگوں سے فخر سے لڑا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اسی کے بارے
میں یہ آیت نازل فرمائی۔ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ
الْفَتْحِ وَقَاتَلَ یعنی کوئی تم میں سے برابری نہیں کر سکتا اُس شخص
کی کہ جس نے مکہ کی فتح سے پہلے اپنا مال راہِ خدا میں دیا اور راہ خدا
میں جنگ کی۔ یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ واللہ تو اپنے
دعویٰ اور بیان میں سچا ہے اور تو نے اپنے باپ کی بہت کم فضیلت
بیان کی۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن کو خلعت
دیا اور دس ہزار درہم عطا کیا اور اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔
کہ اب تم میں سے کوئی شخص اپنی حقیقت کو بیان کرنا چاہتا ہے تو
بیان کرے۔ تب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے

اور بیان فرمانے لگے کہ میں وہ ہوں جس نے عسرت کے وقت سامان جیش کا مہیا کر دیا تھا۔ اور میں بیر رومہ پر حاضر ہوا اور میں نے قرآن مجید کو تالیف و جمع کیا۔ اور میں نے دو رکعت میں تمام قرآن مجید پڑھا اور میں نے دو دختروں (یعنی زینب و کلثوم) کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقد کیا۔ اور میں نے دو قبلہ کی جانب نماز پڑھی اور محبت خدا و رسول میں اپنا مال تقسیم کیا اور میں وہ ہوں جس کے حق میں خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ یعنی کیا وہ جو فرمانبردار اور اوقات شبوں میں نماز گذار ہے جبکہ وہ سجدہ و قیام کرنے والا ہے اور خوف خدا رکھتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے۔ یعنی وہ شخص ایسے شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جو ایسا عمل نہیں کرتا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابو فیشان تو نے کیا خوب کہا مثل تیری کون ہے کہ جھوٹ سے دور اور باز رہا ہو پھر ان کے لئے بھی دس ہزار درہم کا حکم فرمایا۔

بعد از عطاء و انعام عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زہد و ورع دو بھائیوں کی طرف نظر کی اور وہ دونوں دو شاخیں سرسبز اور دونوں سردار جوانان اہل جنت اور دونوں نواسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت

کے دو گُل ریحان (حسن حسین) تھے۔ تب اُن دونوں سے کہا اے
میرے حبیبو! کہو تم دونوں کو کونسی حاجت یہاں لائی ہے؟
تمہاری مانند و برابر دوسرا کون ہے جو فخر کرے کیا تم نواسے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہو؟ کیا والدہ تم دونوں کی حضرت
فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا نہیں ہیں؟ کیا پدر تمہارا خدا کا برہنہ
شمشیر نہیں ہے؟ کیا درمیان تمہارے تاویل قرآن مجید نازل نہیں
ہوئی ہے؟ کیا تم میں چھٹا شخص زیر عبا جبریل نہ تھا؟ یعنی تم پنجتن
اہل کسا میں چھٹا جبریل بھی داخل تھا کہ اس کو بھی ساویں اہل
عبا ہونے کا فخر و ناز تھا۔ اور حق تعالےٰ نے تم میں یہ حکم نازل
نہیں کیا کہ نیکوکاروں پر کوئی سبیل مداخلت و دست اندازی
کا نہیں ہے۔ غرضکہ اگر تم دونوں فخر کرو تو تمہارے لئے بڑا فخر ہے
اس گفتگو کے بعد ہر ایک کو بیس بیس ہزار درہم دینے کا حکم کیا۔
اُس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا۔ اے عمر لِلّٰہِ دَرُّکَ
یعنی حق تعالیٰ تم کو اجر نیک و جزائے خیر عطا کرے کہ کون شخص
تمہاری مانند ایسی کلام کرتا ہے اور کون اس طرح مدح اہل بیت
نشر کرتا ہے اور کون ہے جو ایسی ثنا خوانی اور اس طریقہ سے ذکر
خیر اور اس قسم کی شکر گذاری اور پاسداری کرے۔ بعد ازاں
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ
اب وہ شخص کہ جس کا باپ امور خیر میں سابق و لائق ہو اٹھ کر میرے

سامنے آوے۔ یہ سُن کر عبداللہ بن عمر روبرو آکھڑے ہوئے اور عرض کی کہ اے پدر بزرگوار کیا میں آپ کا پسر نہیں ہوں۔ اور کیا آپ اس اُمت میں لائق فضائل و حمد و افتخار نہیں ہیں؟ اور کیا آپ کے لئے فصاحت اور وقعت اور وقار حاصل نہیں ہے کہ آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی نصرت کی اور آپ نے سنت و سیرت حضرت صلعم کی تابعداری کی اور حق تعالیٰ نے آپ کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اے نبی تیری امداد کے لئے حق تعالیٰ کافی ہے اور مومنین میں سے جس نے تیری تابعداری اور پیروی کی نصرت کو کفایت کرتا ہے اور آپ نے اسلام کو ایسا غلبہ دیا کہ عبادت خدا جو خفیہ کی جاتی تھی وہ ظاہر بجالاتے ہیں۔ تب حضرت عُمر نے جواب دیا اے فرزند وہ شقی ہے جو دُنیا مکّار کے فریب میں آجاوے اور سعید وہ ہے جو عاقبت و آخرت کے لئے نیک کام کرے اور پھر یہ آیت پڑھی۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ یعنی جو کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اس کی ذات خاص کے لئے ہے اور جو کوئی بُرے کاموں کا مرتکب ہوتا ہے ضرر اس کا اسی کی ذات پر واقع ہوتا ہے۔ یہ کہہ کے اپنے بیٹے عبداللہ کے واسطے ایک ہزار درہم کا حکم دیا تو اُس وقت عبداللہ نے اپنی حقیقت بیان کی اور کہا کہ اے والد بزرگوار میں نے ہجرت کی ہے یعنی مہاجرین میں سے ہوں اور میں نے مال راہِ خدا میں دیا اور دین کی امداد

کی اور مَیں نے جماعت روم کو پراگندہ کیا اور اُن کے جیش کو جُنبش میں لایا اور مَیں نے کوئی تقصیر و کوتاہی نہیں کی مگر اس پر بھی آپ میرے لئے خدا کے مال کثیر سے تھوڑا حکم فرماتے ہیں یعنی میرے حق میں آپ بہت کمی کرتے ہیں حالانکہ آپ نے ان لوگوں (یعنی حسنین) کو اس قدر دیا ہے۔ تب حضرت عمر نے کہا اے فرزند راہ انصاف پر قدم رکھ اور نہ کر پیروی اسراف کی مَیں تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ مثل جد امجد اُن دونوں کے اگر تیرا بھی جد ہوتا تو اُسی قدر تجھ کو بھی دیا جاتا جیسی اُن دونوں کی والدہ ماجدہ ہے تیری بھی ماں ویسی ہوتی تو تجھ کو بھی اُن کے برابر پورا دیتا اور اگر تیرا پدر بھی اُن کے پدر کے برابر ہوتا تو مَیں تجھ کو بھی اسی قدر رضامند کرتا لیکن اے فرزند روز قیامت جتنے نسب اور جتنی قرابتیں ہیں وہ سب منقطع و مخفی ہو جاوینگی مگر نسب بتول زہرا روشن و ثابت رہیگا +

روایت ہے کہ جب حضرت عمر ان باتوں سے فارغ ہوئے تو کسریٰ کی بیٹی کی نسبت حکم فرمایا کہ اُس کو سامنے لاؤ چنانچہ وہ شہزادی روبرو جو آئی تو اُس کے تن پر پوشاک نفیس اور زیور و جواہرات سے بہت کچھ تھا۔ تب ایک شخص کو حکم کیا کہ زیور وغیرہ اس کا اُتار لے تاکہ اس کی قیمت سے لوگوں کے لئے اضافہ کیا جاوے۔ آخر وہ شخص شہزادی کی طرف آگے بڑھا تاکہ وہ سب اسباب اُتار لیوے۔ مگر شہزادی نے اس کو منع کیا اور اُس کے سینے پر دوہتڑ مارا کہ وہ باز رہا

یہ دیکھ کر حضرت عُمر غیظ و غضب میں آ گئے اور لوگ اس ملکہ پر تازیانہ بلند کئے ہوئے منتظر حکم کے تھے اور وہ روتی تھی۔ اُس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا اے امیر المومنین مَهْلاً یعنی غصہ نہ کرا اور افروختہ خاطر نہ ہو کہ بہ تحقیق میں نے حضرت صلعم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جو رئیس قوم ذلیل و خوار ہو جاوے اور جو غنی و تونگر کسی قوم کا محتاج و نادار ہو جاوے تو اُن پر رحم کرو۔ یہ کلام سُن کر طیش حضرت عمر کا فرو ہو گیا۔ اور پھر جو اُس شہزادی کی طرف نگاہ کی تو یہ دیکھا کہ وہ شہزادی تیز نظر سے حسین بن علی کو دیکھ رہی ہے۔ اُس وقت حضرت عمر نے کہا میں نے رسول خدا صلعم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ فراست و فطانت مومن سے ڈرتے رہو اور ملحوظ خاطر رکھو کہ وہ بقوت نور خدا مشاہدہ کرتا ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ لڑکی حضرت حسین ابن علی کو بچشم التفات اور تیز نگاہ سے دیکھتی ہے سو مجھے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ دختر تمام آدمیوں میں سے حضرت حسین کی طرف ارادت و عقیدت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ ہم لوگوں میں از روئے صباحت اور وجاہت کے حضرت حسین سے کوئی بہتر نہیں ہے اُس کے بعد فرمایا اے ابا عبداللہ اس لڑکی کو لو کہ یہ میری طرف سے تمہارے لئے ہدیہ و تحفہ ہے۔ چنانچہ حضرت علی اور سب حاضرین مسلمان اس امر میں حضرت عمر کے مشکر گذار ہوئے ؎

عُمر بن محمد واقدی نے انس بن عبداللہ علی سے نقل کی ہے

اُنہوں نے کہا ماہ ربیع الاوّل ۲۹۰ھ ہجری میں مسجد اقصےٰ کے درمیان میرے سامنے یہ روایت پڑھی گئی جس کو عدنان بن ماحد الغنوی نے مجھ سے روایت کی ہے کہ جس وقت اہل فارس مدائن سے شکست پا کر مغرور ہوئے تو سعد بن ابی وقاص نے مدائن پر قبضہ و تسلّط کیا اور دیگر حالات اُن کے وہ ہیں جو بیان ہو چکے ہیں۔ پھر وہ اپنی جائے قرار (قصر ابیض) میں مقیم ہوئے اور اس میں اس شان سے جلوس کیا جس طرح شاہان کسریٰ اجلاس کرتے تھے مگر یہ کہ لباس عبودیّت و خشوع کا زیب تن اور پیراہن خضوع کا در بر تھا۔ کیونکہ دُنیا کو خواب ہائے پریشان سمجھتے تھے اور آخرت کو دارالقرار و سرائے جاودان جانتے تھے۔ اور جس وقت آثار ملوک عجم اور اُن کی مملکت کی طرف نظر کرتے تھے تو دین اور یقین اُن کا زیادہ ہوتا تھا۔

تمّت الکتاب بعون الملک الوہّاب

بہ تصحیح ابو رشید محمد عبد العزیز حنفی چشتی عفا اللہ عنہ امام و خطیب جامع مسجد چاہ جنڈ والہ مزنگ ہم مشرب لوہار مرحوم

قیمت فی جلد ۱۲/ علاوہ محصول ڈاک

فہرست مضامین کتاب مستطاب المسمیٰ بہ محبوب الفقراء اردو

اس جامع کتاب میں نماز جیسی ناز نعمت بیش بہا کے متعلق واجبات سنن اور مستحبات کی تفصیل دیگئی ہے۔ جسکا جاننا ہر مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے کیونکہ ہر وہ شخص جو طہارت اور نماز کے اصولوں سے واقف نہیں۔ اس کی نماز کبھی مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس کے ۱۰۳ ابواب ہیں

حسب فرمائش ایس سنت سنگھ اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب چوک متی مسجد پوپلانگ لاہور